96

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،6۔جون2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ہاؤسنگ وشہری ترقی)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) خواتین یونیورسٹی ملتان 2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) خواتین یونیورسٹی ملتان 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں 2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں، 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب زرعی یونیورسٹیاں 2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب زرعی یونیورسٹیاں 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور 2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور، 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور 2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور، 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

6۔ مسودہ قانون (ترمیم) کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی 2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی، 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

97

7۔ مسودہ قانون پنجاب ٹیکنالوجی یونیورسٹی 2012

ایک وزیر مسودہ قانون پنجاب ٹیکنالوجی یونیورسٹی، 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

8۔ مسودہ قانون پنجاب ریونیو اتھارٹی 2012

ایک وزیر مسودہ قانون پنجاب ریونیو اتھارٹی 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

9۔ مسودہ قانون (ترمیم) (بندوبست و سپردگی) متروکہ وقف املاک پنجاب 2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) (بندوبست و سپردگی) متروکہ وقف املاک پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

10۔ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی 2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

11۔ مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب 2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

12۔ مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب 2012

ایک وزیر مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) مسودات قانون پر دوبارہ غور و خوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) (تنسیخ) قوانین متروکہ املاک و بیدخل اشخاص 2011 (مسودہ قانون نمبر 53 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 8 مارچ 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) (تنسیخ) قوانین متروکہ املاک و بیدخل اشخاص 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) (تنسیخ) قوانین متروکہ املاک وبید خل اشخاص 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) (تنسیخ) قوانین متروکہ املاک وبید خل اشخاص 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

98

2۔ مسودہ قانون (تنسیخ) (توثیق احکامات) سیٹلمنٹ کمشنرز 2011 (مسودہ قانون نمبر 52 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 8 مارچ 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (تنسیخ) (توثیق احکامات) سیٹلمنٹ کمشنرز 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (تنسیخ) (توثیق احکامات) سیٹلمنٹ کمشنرز 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (تنسیخ) (توثیق احکامات) سیٹلمنٹ کمشنرز 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون (تنسیخ) پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ 2007 مصدرہ 2011 (مسودہ قانون نمبر 49 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 8 مارچ 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (تنسیخ) پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ 2007 مصدرہ 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (تنسیخ) پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ 2007 مصدرہ 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (تنسیخ) پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ 2007 مصدرہ 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

100

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کااڑتیسواں اجلاس

بدھ،6۔جون2012

(یوم الاربعاء،15۔رجب المرجب1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 11بج کر25منٹ پرزیر صدارت جناب سپیکر رانامحمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ
سٰفِلِيْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ
اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ
بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝

سورة التّین آیات1 تا 8

انجیر کی قسم اور زیتون کی(1)اور طور سینین کی(2)اور اس امن والے شہر کی (3)کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے(4)پھر (رفتہ رفتہ)اس(کی حالت)کو(بدل کر)پست سے پست کر دیا(5)مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے(6)تو(اے آدم زاد)پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے؟(7)کیا خدا سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟(8)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

گزر ہو جائے میرا بھی اگر طیبہ کی گلیوں میں
تو ساری زندگی کر دوں بسر طیبہ کی گلیوں میں
ہوائیں رحمت حق کی وہاں چلتی ہیں روز و شب
برستا نور ہے شام و سحر طیبہ کی گلیوں میں
محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق میں ہر آنکھ پُر نم ہے
یہ دیکھا ہے محبت کا اثر طیبہ کی گلیوں میں
درود اُن پر سلام اُن پر سلام اُن پر درود اُن پر
وظیفہ ہے یہی شام و سحر طیبہ کی گلیوں میں

سوالات

(محکمہ ہاؤسنگ و شہری ترقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ ہاؤسنگ و شہری ترقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولئے گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 1908 ہے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لال پل پی پی۔145 لاہور میں سیوریج کے مسائل

*1908: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رشید پورہ، حمید پورہ اور لال پل پی پی۔145 لاہور میں 60 انچ سیوریج لائن کب کتنی لاگت سے، کتنی مدت میں ڈالی گئی تھی اور اس کا ٹھیکہ کس کو دیا گیا تھا؟

(ب) سیوریج کا یہ منصوبہ جن واسا ملازمین کی زیر نگرانی مکمل ہوا ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس سیوریج لائن کا ڈسپوزل سٹیشن کب ورکنگ میں آیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا کی اپنی رپورٹ کے مطابق یہ سیوریج لائن 80 فیصد بند ہے؟

(ہ) اس کی بندش کی وجوہات اور اس کے ذمہ دار کون کون سے سرکاری ملازمین ہیں؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیوریج لائن کے بند ہونے سے پچھلے ایک ماہ سے گلشن پارک، حبیب پارک، ولی پارک، رشید پورہ، حمید پورہ اور لال پل کی آبادی میں سیوریج کا گندہ پانی کھڑا ہے؟

(ز) کیا حکومت اس سیوریج لائن کی صفائی کرانے، اسے چالو کرنے اور اس کی بندش کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) رشید پورہ، حمید پورہ اور لال پل پی پی۔145 لاہور میں 60 انچ کی سیوریج لائن 1990 تا 1993 کے عرصہ میں ڈالی گئی تھی جس پر 18 لاکھ 94 ہزار روپے خرچ ہوئے اور اس کا ٹھیکہ پاک ٹیک کمبائن (PVT) لمیٹڈ کمپنی نے مکمل کیا۔

(ب) سیوریج کا یہ منصوبہ جن واسا ملازمین کی زیر نگرانی مکمل ہوا اس کی تفصیل یہ ہے:۔

سینئر کنسٹرکشن انجینئر	1۔جاوید احمد (مرحوم)	گریڈ18
	2۔محمد امین عارف (ریٹائرڈ)	گریڈ18
	3۔اصغر علی بھلی (ڈائریکٹر عزیز بھٹی ٹاؤن)	گریڈ18
	4۔مرزا ضمیر احمد (ریٹائرڈ)	گریڈ18
جونیئر کنسٹرکشن انجینئر	1۔آفتاب احمد (معطل)	گریڈ17
	2۔عبدالمجید سلطان (مرحوم)	گریڈ17
سب انجینئر	1۔خان محمد (عزیز بھٹی ٹاؤن)	گریڈ11

(ج) اس سیوریج لائن کا کوئی علیحدہ ڈسپوزل سٹیشن تعمیر نہیں کیا گیا تھا۔اس سیوریج لائن کو پہلے سے چالو سیور کے ذریعے محمود بوٹی ڈسپوزل سٹیشن سے ملا دیا گیا تھا۔

(د) یہ درست نہ ہے۔سیوریج لائن میں گار اکٹھی ہو جاتی ہے جس کی صفائی جاری رہتی ہے۔

(ہ) سیوریج لائن اپنی پوری استعداد کے مطابق چل رہی ہے۔اس لئے کوئی سرکاری ملازم اس کی بندش کا ذمہ دار نہ ہے۔

(و) سیوریج لائن میں رکاوٹ آنے کی وجہ سے پچھلے دنوں گلشن پارک کے علاقہ سے سیوریج کے متعلقہ شکایت موصول ہونے کے بعد مذکورہ سیوریج لائن سے رکاوٹ دور کر کے سیوریج سسٹم کو چالو کر دیا گیا تھا۔اب ان علاقوں میں سیوریج کا گندہ پانی کھڑا ہونے کی کوئی شکایت نہ ہے۔

(ز) واسا لاہور مذکورہ سیوریج لائن کی مستقل بنیادوں پر صفائی کرتا رہتا ہے اور اس وقت یہ سیوریج لائن اپنی پوری استعداد کے مطابق چل رہی ہے اور کسی علاقہ میں بھی گندہ پانی کھڑا ہونے کی کوئی شکایت نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے 60 inch diameter کی لائن ڈالی تھی اس کا tender کس تاریخ کو ہوا تھا اور یہ handover کس تاریخ کو ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 60 انچ کی جو سیوریج لائن ہے یہ تو 1990 تا 1993 کے عرصے میں ڈالی گئی تھی اور اس کا 1990 tender میں ہوا تھا۔18 لاکھ 94 ہزار روپے میں اس کا ٹھیکہ ہوا تھا۔

جناب سپیکر: جی، وہ تو ہو گیا،آپ نے لکھ دیا وہ جو پوچھ رہے ہیں وہ بتائیں کہ یہ شروع کب ہوئے اور handover کب کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):جناب سپیکر!میرے محترم بھائی کا یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!میں سوال پڑھتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ جز(الف)میں "رشید پورہ، حمید پورہ اور لال پل پی پی۔145 لاہور میں 60 انچ سیور یج لائن کب کتنی لاگت سے، کتنی مدت میں ڈالی گئی تھی ؟" انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ 93-1990 یہ چار سال بنتے ہیں۔ میں نے تو اپنی clarification کے لئے ان سے پوچھا ہے کہ انہوں نے tender کس date کو کیا اور یہ پھر واسا کے handover کس date کو ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):جناب سپیکر !اس کا tender 1990 میں ہوا تھا اور پھر جس طرح اس کی رقم پنجاب گورنمنٹ کو وصول ہوئی ہے پھر تین سال میں کام مکمل ہوا اور 1993 میں یہ واسا کو handover ہوئی ہے۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!اگر آپ اس جواب سے مطمئن ہیں تو میں اگلا سوال کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں،آپ بتائیں۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!میں تو مطمئن نہیں ہوں اس جواب کے مطابق یکم جنوری 1991 کو tender ہوا ہے کیونکہ انہوں نے جز(الف)کے جواب میں لکھا ہے کہ "سیور یج لائن 1990 تا 1993 کے عرصہ میں ڈالی گئی تھی"یعنی کہ یکم جنوری 1990 کو کام شروع ہوا اور 31۔دسمبر 1993 کو ختم ہوا ہے اس جواب سے تو مجھے ایسے لگتا ہے اور اگر یہی assume کر لیا جائے کہ انہوں نے 4 سالوں میں یہ سیور یج لائن ڈالی تھی۔ میں نے اگلا سوال بھی کیا تھا کہ کیا اس کا disposal الگ تھا؟انہوں نے جواب دیا کہ اس کا disposal الگ نہیں تھا پہلے سے چالو شدہ disposal کے ساتھ اس کا connection کیا گیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ ڈالی گئی لائن downstream to upstream تھی یا upstream to downstream تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):جناب سپیکر!جب یہ کام 93-1990 میں مکمل ہوا تھا تو اس وقت اس کا کنکشن disposal station سے کیا گیا تھا اور

2004 میں ایک نیا disposal station جو لال پل کے مقام پر تعمیر کیا گیا ہے اب یہ اس کے ساتھ connect ہے اور اس کے ساتھ کام کر رہا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس سوال کو سُن کر ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ لائن upstream to downstream ڈالی گئی ہے میری request ہے کہ اس case کو Anticorruption کو بھجوایا جائے کیونکہ یہ 1994 سے بند پڑا تھا اور یہ میری humble submission ہے۔ میرے علاقے کے لوگوں کی استدعا ہے جو آپ الفاظ کہتے ہیں وہ میں استعمال کئے دیتا ہوں اس کیس کو Anticorruption کو بھجوائیں انہوں نے upstream to downstream یہ سیوریج لائن ڈالی ہے ۔ جیسے جیسے یہ سیوریج لائن ڈال کر disposal کی طرف آتے گئے ہیں پیچھے سے گھروں والے اپنے کنکشن اس کے ساتھ کرتے گئے ہیں۔ اس لائن کے اوپر چار کارپٹ فیکٹریاں تھیں جب وہ اپنے کارپٹ دھوتے ہیں تو اس میں سے بُر نکلتی ہے جو کہ سیوریج کے اندر چلی جاتی ہے۔ میں اس سلسلے میں آپ کو واسا کے proof پیش کر سکتا ہوں، جب میں ایم پی اے بنا تو انہوں نے مجھے کہا کہ 80 فیصد لائن blockage position میں ہے اور اب یہ لائن کھل نہیں سکتی۔ اگر ہم 09-2008 میں ایک نئی لائن بچھاتے تو اس پر ستر، اسّی کروڑ روپے لگنے تھے۔ خادم اعلیٰ کی مہربانی سے اس لائن کو اندر سے صاف کرانے کے بعد یہ سیوریج لائن چلی، میں آپ کے علم میں یہ بات لا رہا ہوں کہ یہ ایک serious negligence ہے کیونکہ جب بھی کوئی سیوریج لائن لگتی ہے تو یہ upstream to downstream لگتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب والا! یہ لائن اس وقت چل رہی ہے اور 2010 میں اس کی testing کی گئی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! آج یہ لائن چل رہی ہے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں لیکن میں یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ اس سکیم کی وجہ سے نہیں چل رہی اس کے لئے باقاعدہ نئی مشینری ڈیزائن کر کے اس پائپ لائن کے اندر بھیج کر اس کی صفائی کرائی گئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے یہ لائن ڈلوائی ہے ان کی کوتاہی پر ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ بھلی صاحب آج بھی ڈائریکٹر لگے ہوئے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اینٹی کرپشن کو اس کا کیس بھجوائیں اور اگر یہ ذمہ دار ہیں تو انہیں arrest ہونا چاہئے۔ آپ کی اطلاع کے لئے میں یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ لائن چودہ سال تک نہیں چلی

ہے اس دوران اہلیان رشید پورہ، حمید پورہ،لال پل، فتح گڑھ، گلشن پارک، حبیب پارک سیوریج کے پانی میں ڈوبے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! جز(د) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ بات درست نہ ہے سیوریج لائن میں گارا اکٹھی ہو جاتی ہے جس کی صفائی جاری رہتی ہے۔ انجینئر یہ کہتے ہیں کہ سیوریج صرف اس لئے ڈالا جاتا ہے کہ یہ self cleaning کرتا ہے اس کا diameter گول ہوتا ہے اس کے نیچے گارا اکٹھی نہیں ہوتی گار صرف نالوں کے اندر اکٹھی ہوتی ہے۔ اگر اس کے اندر گارا اکٹھی نہیں ہوتی تھی تو پھر یہ بند کیوں ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب والا! سیوریج کی جو گارا اور لفافے وغیرہ اکٹھے ہوتے ہیں اس کی محکمہ واسا والے مرحلہ وار صفائی کرتے ہیں۔ اس وقت موقع پر یہ لائن چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: موقع پر لائن چل رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب والا! چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب! آپ کیا چاہتے ہیں، اس میں کیا ہونا چاہئے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میری یہ خواہش ہے کہ اس معاملے کو انٹی کرپشن کے پاس بھجوا دیا جائے۔

جناب سپیکر: انٹی کرپشن کو یوں کیسے بھیج سکتے ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! چودہ سال تک میرے سمیت تمام عوام سیوریج کے پانی میں ڈوبی رہی ہے اگر میں ایم پی اے نہ بنتا تو یہ سیوریج لائن آج بھی بند ہوتی۔ اللہ کے فضل سے میں ایم پی اے بنا ہوں تو چودہ سال بعد یہ سیوریج لائن کھلی ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ یا تو ایوان میں انکوائری کمیٹی بنائیں یا اس معاملے کو انٹی کرپشن کو بھجوائیں۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں ایوان کی جو کمیٹی موجود ہے ہم اس معاملے کو اس کے سپرد کرتے ہیں اس کے بعد اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔ اگر جناب نوید انجم صاحب اس کمیٹی کے ممبر نہیں ہیں تو انہیں بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔ اگلا سوال بھی جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر 3615 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال2005-06اور2006-07گلبرگ لاہور میں سیوریج ڈالنے کی تفصیلات

*3615: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال2005-06اور2006-07کے دوران گلبرگ لاہور کے علاقہ میں کتنی رقم سیوریج ڈالنے پر خرچ ہوئی؟

(ب) جن علاقوں میں سیوریج بچھایا گیا ان کے نام، تخمینہ لاگت بتائیں نیز کتنے انچ کا پائپ بچھایا گیا؟

(ج) ان سالوں کے دوران محکمہ نے روڈ کٹ کی مد میں کتنی رقم کس کس سرکاری ادارے کو جمع کروائی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) سال2005-06اور2006-07کے دوران گلبرگ لاہور کے علاقہ میں سیوریج ڈالنے پر کل84.67ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ب) ان سالوں کے دوران گلبرگ لاہور کے جن علاقوں میں سیور بچھایا گیا ان میں ایم ایم عالم روڈ، ظہور الہیٰ روڈ، گورمانی روڈ، شریف کالونی، E-Iبلاک،C-III بلاک،A-IIIبلاک، Jبلاک اور نور جہاں مسجد،B-IIIبلاک، نصیر آباد، بھابڑا سٹاپ،LMPبلاک گلبرگ اور مین بلیوارڈ تا مین مارکیٹ کے علاقے شامل ہیں۔ان علاقوں میں12تا30 inchقطر کے پائپ بچھائے گئے ہیں۔ان سکیموں کی تخمینہ لاگت اور پائپ کے سائز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان سالوں کے دوران گلبرگ لاہور کے روڈ کٹ کی مد میں رقم کچھ اس طرح ادا کی گئی:۔

نمبر شمار	ادارہ	ادائیگی رقم
1	ٹی ایم اے گلبرگ ٹاؤن	7.35ملین روپے
2	ٹیپا لاہور	0.3ملین روپے
3	ضلعی حکومت لاہور(ڈائریکٹر روڈز)	1.26ملین روپے

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میں نے اس سوال میں پوچھا تھا کہ چودھری صاحبان کے گھروں کو facilitateکرنے کے لئے ڈالی گئی سیوریج لائن کتنے diameterکی ہے؟ انہوں نے اس کا جواب دیا

ہے12 to 30 diameter میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے پورے infrastructure کو improve کیا ہے یا پہلے سے موجود existing mainline کے ساتھ نئی لائن connect کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وشہری ترقی(جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب والا!30ہزار 20 فٹ لمبائی کی نئی لائن ڈالی گئی ہے اور 12انچ سے 30انچ diameter کے پائپ ڈالے گئے ہیں۔ یہ ایک نئی سکیم شروع کی گئی ہے جس میں 3760عدد پائپ ڈالے گئے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!جب بھی بارش ہوتی تھی اس کے پانی کی proper disposal نہیں ہوتی تھی۔ میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے lining کی improvement کی ہے کیونکہ نئی لائنیں نہیں ڈالی گئیں ؟انہوں نے مجھے جو جواب دیا ہے اس سے میں assume کر سکتا ہوں کہ شاید مختلف لائنوں کے سائز کے بارہ الگ الگ ٹینڈر کئے گئے ہیں۔اس میں مختلف سائز کے 12,14,18,24,27,30انچ کے مختلف diameter کے انہوں نے جو ٹینڈر کئے ہیں یہ کس کے ساتھ connect کئے ہیں۔پہلے جو بڑا سیوریج لگا ہوا تھا اس کے ساتھ connect کئے ہیں یا نہر کے اندر پھینک دیئے ہیں۔اگر پہلے سے موجود بڑے سیوریج کے ساتھ connect کئے ہیں تو کیا اس کا diameter بڑا کیا ہے یا اس کی capacity کو بڑھایا ہے؟

جناب سپیکر: جی،ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وشہری ترقی(جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر!گلبرگ کی یہ سکیم 1960 میں بنی تھی جس کے سیوریج کو لگے ہوئے تقریباً پچاس سال کا عرصہ ہو گیا تھا۔سیوریج کی عمر ختم ہو چکی تھی اور اس کے علاوہ آبادی بہت زیادہ بڑھ چکی تھی اس کے علاوہ گلبرگ میں رہائشی مکانوں کی جگہ تجارتی عمارتیں تعمیر ہونے کی وجہ سے سیوریج کی استعداد کو بڑھانا ضروری ہو گیا تھا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا!اگر اجازت دیں تو میں آپ کو دوبارہ سمجھانے کی کوشش کروں۔

جناب سپیکر: انہیں سمجھائیں جنہوں نے جواب دینا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا!میں تو ان سے براہ راست گفتگو کرنے کے قابل نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: بات تو آپ میرے ذریعے ہی کریں گے لیکن آپ انہیں سمجھائیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میں انہیں دوبارہ سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں اور اس بات کی بھی ایڈوانس میں معذرت چاہتا ہوں کہ میری بات بھائی کو سمجھ نہیں آئی۔ میرا سوال یہ ہے کہ جن علاقوں کو improve کیا گیا ہے ان علاقوں میں مختلف سائز کی 12,14,18,24,27,30 انچ کی مختلف لائنیں ڈال کر کس کے ساتھ انہوں نے connect کیا ہے اور جس کے ساتھ connect کیا ہے اس کا سیوریج اتنی capacity کا تھا جو اس کا load برداشت کرتا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب والا! جب گلبرگ کا سسٹم پرانا ہو گیا تو واسا کے انجینئروں نے پرانی لائنوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے ساتھ ملایا ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر ایک نیا disposal station بھی بنایا گیا ہے۔ پرانی لائنیں جو ختم ہو چکی تھیں انہیں بھی تبدیل کر دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! آپ کی اجازت سے میں عرض کرنا چاہوں گی کہ اسی قسم کے پراجیکٹ کو ہی follow کرتے ہوئے پیچھے کوپر روڈ کی طرف جب ہم نے اسمبلی کی extension کی تھی، میں House Committee کی بھی تین سال تک ممبر رہی تھی۔ اس وقت بھی یہی سوال پوچھا گیا تھا کہ یہ جو چھوٹے قطر کے پائپ ہیں جن کے diameter کم ہیں انہیں بڑے قطر میں کیسے ڈالیں گے یا جو بڑے بیس تیس انچ کے پائپ ڈالے جا رہے ہیں یہ کہاں جائیں گے۔ واسا سے اس کا جواب یہ آیا تھا کہ لاہور سے جو گندہ نالہ گزرتا ہے یہ ساری زندگی کھلا ہی رہے گا ہم نے اس کے اندر کوئی disposal لگانے ہیں اور نہ ہی کبھی لگائے جائیں گے۔ کوپر روڈ کا ایک بہت بڑا پراجیکٹ جو اس اسمبلی سے related تھا اس کا بھی آج تک نہیں پتا چلا کہ کیا بنا؟ اس میں کوئی شک نہیں ہے 1923 یا اس سے بھی پہلے یہ پائپ ڈالے گئے تھے جو کہ اڑھائی انچ قطر کے تھے اور sewerage carry کرتے تھے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری کی خدمت میں مؤدبانہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ یہ جو نئے پائپ آپ جگہ جگہ پر ٹکڑوں میں ڈال رہے ہیں اور اس کے آگے disposal system بھی نہیں ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کوپر روڈ کا پراجیکٹ کدھر چلا گیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم اس لئے یہ پراجیکٹ مکمل نہیں کرتے کہ ہم جو taxes ان لوگوں سے لیتے ہیں وہ تو ہمارے ایل ڈی اے اور واسا کے بجلی کے بل ادا کرنے کے لئے اور اے سی کے بل ادا کرنے کے لئے ہی کافی ہیں۔ میں صرف اس پر ہی emphasize کرنا چاہتی ہوں کہ جب تک اس پراجیکٹ کو phase wise لینے کے لئے تیار نہیں ہوں گے اس قسم کے مسائل کہ چودہ، چودہ سال تک سیوریج لائنیں بند رہتی ہیں اور یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ انہیں جرأت کے ساتھ admit کرنا چاہئے کہ

انہوں نے گلبرگ کے کسی ایک علاقے میں یا کوپر روڈ پر لوگوں کو خوش کرنے کے لئے پائپ تو ڈال دیئے ہیں لیکن ultimate جو spillage ہے وہ نہر میں جارہی ہے۔ان میں جرأت ہے تو یہ جواب دیں اور یہ بھی بتائیں کہ اس کے لئے یہ کیا کرنے کو تیار ہیں؟ یہ کچھ بھی کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں یہ کہتے ہیں کہ یہ ساری زندگی کھلا رہے گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میری گزارش یہ ہوگی کہ اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو اسے تقریر کے حساب سے نہ کیا جائے بلکہ آپ نے اس کا جواب بھی لینا ہے تو relevant ہو کر اس کا جواب لیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میری بات relevant ہے۔

جناب سپیکر: میں سب کے لئے کہہ رہا ہوں صرف آپ کے لئے نہیں کہہ رہا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں بہت thankful ہوں آپ نے میری اصلاح فرمائی ہے۔ میرا سوال پھر یہی ہے کہ انہوں نے یہ جو 12 عدد لائنیں بچھائی ہیں یا جس کے ساتھ connect کی ہیں اس کا diameter کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ سکیم 1960 میں بنی تھی 50 سال ہو گئے تھے یہ پرانی ہو گئی تھی۔ اس کی 84.67 ملین سے rehabilitation کی گئی ہے، ایک ڈسپوزل سٹیشن بنایا گیا جس میں 12 سے 30 انچ کے پائپ ڈالے گئے، پورے واسا کے انجینئرز کی آراء اور اس آبادی کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے 84.67 ملین سے کام کیا گیا تاکہ اس آبادی کے لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اگر 12 انچ کی لائن connect کی گئی ہے تو وہ 30 انچ سے کر دی گئی ہو گی۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ 30 انچ کی کتنے سے connect کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس میں 12 انچ کے 820 عدد پائپ ڈالے گئے، 15 انچ کے 150 پائپ ڈالے گئے، 18 انچ کے 925 پائپ ڈالے

گئے، 21 انچ کے 200 پائپ ڈالے گئے، 24 انچ کے 350 پائپ ڈالے گئے، 27 انچ کے 750 پائپ ڈالے گئے اور 30 انچ کے 565 پائپ ڈالے گئے۔

جناب سپیکر: آپ اس سے مطمئن ہیں کہ وہاں کوئی گڑبڑ نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! وہاں کوئی گڑبڑ نہیں ہے۔ وہاں 3760 عدد نئے پائپ ڈالے گئے ہیں جو اس وقت بالکل صحیح چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی problem نہیں آ رہا؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اپنا یہ سوال واپس لیتا ہوں اور اب اگلا سوال کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ اب آپ نے اس پر کتنے ضمنی سوال کرنے ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آپ جز (ج) دیکھیں، میں نے روڈ کٹ کی بات کی تھی، ایک محکمے نے کام کیا ہو گا، واسا نے کیا ہو گا یا پبلک ہیلتھ والوں نے کیا ہو گا تو اس روڈ کٹ کے پیسے ایک محکمے کو جانے چاہئیں لیکن انہوں نے روڈ کٹ کے پیسے تین محکموں کو بھیجے ہیں۔ انہوں نے TMA, TEPA اور ضلعی حکومت کو بھی بھیج دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! معزز ممبر روڈ کٹ کے پیسوں کی بابت پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! وہ روڈ کٹ جس جس محکمے کے تھے مثلاً گلبرگ ٹاؤن، TEPA لاہور، ضلعی حکومت کے علیحدہ علیحدہ روڈ تھے اس لئے روڈ کٹ کے پیسے اسی محکمے کو دینے تھے جس کے متعلقہ تھے۔

جناب سپیکر: شاباش۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا اگلا سوال ہے کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ بس بڑی مہربانی، اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کی طرف سے ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On her behalf

جناب سپیکر: No, she is sitting here جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 3756 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔گلشن راوی میں قائم کباڑ خانوں سے لاحق خطرات

*3756: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیرہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ گلشن راوی میں جگہ جگہ کباڑ کی دکانیں بنی ہوئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کباڑ خانوں میں اکثر اوقات خطرناک اشیاء کی وجہ سے متعدد دھماکے ہو چکے ہیں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ وہاں کے رہائشیوں نے حکومت سے مطالبہ کیاہے کہ کباڑ کی دکانوں کو یہاں سے منتقل کیاجائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وشہری ترقی(جناب ظفراقبال ناگرا):

(الف) درست ہے۔گلشن راوی سکیم میں کباڑ کی دکانیں بنی ہوئی ہیں جن کی مسماری کے لئے محکمہ ایل ڈی اے وقتاًفوقتاًاُن کے خلاف کارروائی عمل میں لاتا ہے۔

(ب) گلشن راوی سکیم میں کوئی خطرناک واقعہ شعبہ اسٹیٹ مینجمنٹ ایل ڈی اے کو رپورٹ نہ کیا گیاہے۔

(ج) محکمہ ایل ڈی اے کوان کباڑ خانوں کی منتقلی کے متعلق کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے اگر کوئی شخص رہائشی پلاٹ کو غیر قانونی کمرشل استعمال کر رہاہے تو شعبہ کمرشلائزیشن ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لاتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! انہوں نے جز(الف) میں جواب دیا ہے کہ ایل ڈی اے وقتاًفوقتاً ان کے خلاف کارروائی کرتاہے۔پہلے تو مجھے یہ بتادیں کہ ایل ڈی اے کیاکارروائی کرتاہے اورایسی کارروائی کیوں نہیں کرپاتاکہ ان کو بار بار کارروائی کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وشہری ترقی(جناب ظفراقبال ناگرا): جناب سپیکر! ایل ڈی اے کے قوانین کے مطابق، ایل ڈی اے ان کے چالان کر سکتاہے۔

جناب سپیکر: آرڈرپلیز، Order in the House جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): گلشن راوی سکیم میں جو کباڑ خانوں کے خلاف ایل ڈی اے اپنے قوانین کے مطابق چالان کر کے متعلقہ مجسٹریٹ کو بھیج دیتا ہے وہاں ان کی سماعت ہوتی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! کیا یہ چالان سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے یعنی چالان کے علاوہ کوئی اور سزا بھی ہے ؟

جناب سپیکر: انہوں نے قانون کے مطابق ہی کرنا ہے، قانون سے باہر تو کچھ نہیں کر سکتے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اگر قانون کی بات ہے تو آگے جز (ج) میں دیکھ لیں ان کا جواب ہے کہ "کیونکہ ان کباڑ خانوں کی منتقلی کے متعلق کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے اس لئے انہیں منتقل نہیں کیا جاتا۔" ذرا یہ بتادیں کہ کیا قانون یہ کہتا ہے کہ جب تک درخواست موصول نہ ہو تو غیر قانونی کام ہوتا رہے اور درخواست موصول ہونے کے بعد ہی اس پر action ہو گا یا محکمے کے پاس کوئی اتھارٹی ہے کہ وہ خود سے بھی action لے سکتا ہے ؟

جناب سپیکر: ان کے notice میں جو آئے گا اسی پر ہی کارروائی کریں گے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! وہاں کوئی درخواست نہیں ہے لیکن ایل ڈی اے کے متعلقہ لوگ گاہے بگاہے وہاں جاتے ہیں لیکن ان لوگوں نے گھر کی چار دیواری کے اندر کباڑ خانے بنائے ہوئے ہیں۔ جب ایل ڈی اے کے لوگ جاتے ہیں تو وہ ان کے خلاف چالان مرتب کرتے ہیں اور انہیں تنبیہہ بھی کی جاتی ہے کہ ایسے کام نہ کریں۔

جناب سپیکر: مہربانی

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ اگر ان کے علم میں آئے تب کارروائی کریں گے ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ایل ڈی اے کی ون ونڈو پر جانا ہی ایک مشکل کام ہے اور پھر شہریوں کے پاس اور مسائل کم ہیں کہ وہ اس کام کے لئے جائیں، محکمہ کس کام کے لئے ہے، کیا اس کے علم میں نہیں ہوتا کہ یہ غیر قانونی کام ہو رہا ہے ؟ پھر انہوں نے کہا کہ جو commercialization فیس ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ ان کے notice میں جو آجاتا ہے وہ اس پر notice لیتے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جو notice میں نہیں آتے اور ان کے جو notice میں ہوتے ہوئے بھی نہیں آتے ایسے کیسز ہیں اور میں یہ بات ثابت کر سکتی ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اگلے سوال پر چلیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! نہیں۔ پہلے اس کی بات کر لیں یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ ہر گھر اور ہر بلڈنگ کو کمرشل use میں لایا جا رہا ہے لیکن اس کی کوئی فیس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ان کی بات کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جو سامان حدود سے باہر ہوتا ہے اسے ہٹایا جاتا ہے، ان کے چالان کئے جاتے ہیں اور انہیں تنبیہہ کی جاتی ہے۔ وہ روڈ کمرشل declare نہیں ہے، وہاں کمرشل فیس لاگو نہیں ہوتی اس لئے اسے commercialized نہیں کیا جا سکتا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی ضمنی سوال پر آ جائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے یہ ضمنی سوال کرنا ہے کہ معزز پارلیمانی سیکرٹری اپنے محکمے کے دیئے ہوئے جواب کو دیکھیں انہوں نے جز (الف) میں own کیا ہے کہ گلشن راوی میں کباڑ کی دکانیں بنی ہوئی ہیں، میں بالکل اپنی بہن کی بات کو endorse کروں گی کہ جون 2009 میں یہ سوال کیا گیا تھا اکتوبر 2011 میں اس کا جواب آیا اور محکمہ continuously وقتاً فوقتاً ان کے خلاف کارروائی بھی عمل میں لا رہا ہے، یہ کباڑ کی دکانیں ہیں یا ڈھیٹ دکانیں ہیں کہ محکمہ انہیں demolish کرتا ہے، کارروائی بھی کرتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی وہ وہیں پر stand کر رہی ہیں اور محکمہ مان بھی رہا ہے کہ کباڑ کی دکانیں موجود ہیں تو کیا ایل ڈی اے کچھ کر رہا ہے یا جیسے نوید انجم صاحب نے کہا کہ سیوریج کی لائن بھی خادم اعلیٰ نے صاف کرائی ہے تو کیا اب ہم ان کباڑ کی دکانوں کے لئے بھی خادم اعلیٰ سے expect کریں گے کہ وہ جائیں گے اور demolish کرائیں گے؟

جناب سپیکر: آپ دائرے میں رہیں، ذرا مہربانی کر کے دائرے سے باہر نہ نکلیں۔ جس کے متعلق بات ہو وہ کریں، میں آئندہ آپ کو ایسے permit نہیں کروں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی(جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! وہاں تین چار عدد کباڑ خانے ہیں جن کے خلاف بار بار کارروائی کی گئی ہے، وہاں سے ان کا سامان بھی monthly اٹھایا جاتا ہے، ان کے چالان کرکے سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں بھیجے جاتے ہیں اور قانون کے مطابق ان کے خلاف بھرپور کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4993 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: غیر قانونی پانی کے کنکشنوں کی تفصیلات

*4993: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں واسا نے 7800 کے قریب غیر قانونی پانی کے کنکشنوں کا سراغ لگالیا ہے؟

(ب) محکمہ نے ان غیر قانونی کنکشنوں کے خلاف کیا کارروائی کی، اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی(جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) سال 2009 (01-01-2009 تا 31-12-2009 تک) 6935 عدد غیر قانونی کنکشن پانی اور 1052 سیور کنکشن پکڑے گئے جنہیں محکمہ کی پالیسی کے مطابق ریگولرائیز کر دیا گیا اور انہیں regularize کرتے وقت سابقہ ایک سال کے بل کے برابر جرمانہ بھی لاگو کیا گیا۔

(ب) تمام غیر قانونی کنکشنوں کو محکمہ کی پالیسی کے مطابق regularize کر دیا گیا ہے جس سے واسا ایل ڈی اے کو سکیورٹی، کنکشن فیس اور جرمانہ کے علاوہ مبلغ -/2,63,95,101 روپے کا اضافہ ہوا ہے جس کی بلحاظ ٹاؤن تفصیل درج ذیل ہے:-

نام ٹاؤن	تعداد ناجائز واٹر کنکشن	تعداد ناجائز سیور کنکشن	وصولی دوران سال 2009
علامہ اقبال	1033	493	-/82,33,089 روپے
عزیز بھٹی	575	69	-/20,39,835 روپے
شالامار	2147	16	-/61,49,269 روپے
گنج بخش	453	07	-/26,00,646 روپے
راوی ٹاؤن	1600	270	-/30,47,675 روپے

نشتر ٹاؤن	1127	197	43,23,587/- روپے
میزان	6935	1052	2,63,95,101/- روپے

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ب) میں بتایا ہے کہ واسا ایل ڈی اے کو سکیورٹی، کنکشن فیس اور جرمانہ کے علاوہ مبلغ -/2,63,95,101 روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ مجھے بتادیں کہ کس ذریعے سے اس رقم میں اضافہ ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہی ہیں کہ کس وجہ سے یہ اضافہ ہوا ہے یعنی اس کا ذریعہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 2009 میں پکڑے گئے غیر قانونی کنکشن کو جب regularize کیا گیا تو اُن سے سکیورٹی، کنکشن فیس اور ایک سال کا جرمانہ لیا گیا۔ جرمانہ اور regularize کرنے کی کل رقم -/4,23,88,378 روپے بنی تھی۔ اس میں سے -/26,395,101 روپے وصول کر لئے گئے ہیں جبکہ باقی -/1,59,93,277 روپے کی رقم ان سے وصول کی جارہی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے بڑا مختصر سوال پوچھا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے وہ ذریعہ بتادیں۔ جواب کے جز(الف) میں کہہ رہے ہیں کہ انہیں regularize کرتے وقت ایک سال کے بل کے برابر جرمانہ لاگو کیا گیا ہے جبکہ جز(ب) میں کہہ رہے ہیں کہ کنکشن فیس اور جرمانہ کے علاوہ مبلغ -/2,63,95,101 روپے کی رقم اکٹھی ہوئی ہے۔ میں تو وہ ذریعہ پوچھ رہی ہوں کہ فیس اور جرمانہ کے علاوہ کس طریقے سے یہ رقم اکٹھی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! سکیورٹی اور کنکشن فیس لے کر ان غیر قانونی کنکشنوں کو regularize کیا گیا ہے اس کے علاوہ پچھلے ایک سال کا جرمانہ بھی وصول کیا گیا ہے اور اسی سے یہ رقم حاصل ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) اور (ب) میں تضاد ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں جواب درست ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں اسی سوال کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔اب ہم اگلے سوال پر جا رہے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! بہت ضروری سوال ہے اس لئے مہربانی کر کے اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔اس سوال سے متعلق یہ آخری ضمنی سوال ہوگا۔

جناب اعجاز احمد خان: بہت شکریہ۔جناب سپیکر! ایک اطلاع کے مطابق محکمہ واسا 2 ارب روپے کی recovery کرنے میں بُری طرح سے ناکام ہوا ہے جو کہ ایک بڑا challenge تھا لیکن واسا کا Recovery Department اسے meet کرنے میں ناکام رہا ہے۔کیا محکمہ recovery کے معاملے کو outsource کرنے میں کوئی دلچسپی رکھتا ہے؟ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ جز(ب) کے جواب میں ناجائز کنکشنوں کو ٹاؤن وار بیان کیا گیا ہے۔اس تفصیل کے مطابق عزیز بھٹی ٹاؤن میں ناجائز سیور کنکشنوں کی تعداد 69 بتائی گئی ہے۔وزیر اعلیٰ صاحب نے اس حوالے سے ایک preliminary inquiry کروائی ہے جس کے مطابق ناجائز کنکشن ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔کیا اس معزز ایوان کے اندر غلط information tender کرنے کی کوئی justification محکمہ کے پاس ہے، کیا اس کے اوپر ایک inquiry hold نہیں ہونی چاہئے تاکہ اس سارے معاملے کو thrash out کیا جا سکے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میرے بھائی نے 2۔ارب روپے کی recovery کے حوالے سے جو ضمنی سوال پوچھا ہے وہ fresh question بنتا ہے۔دوسرا عزیز بھٹی ٹاؤن میں ناجائز سیور کنکشنوں کی بتائی گئی تعداد 69 سال 2009 کی ہے۔

جناب سپیکر: معزز ممبر آپ کو challenge کر رہے ہیں کہ ناجائز کنکشنوں کی تعداد 69 نہیں بلکہ زیادہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ناجائز کنکشنوں کی تعداد واقعی زیادہ ہوگی لیکن محکمے نے جو ناجائز کنکشن پکڑے ہیں یہ ان کی تعداد بتائی گئی ہے۔اس کے بعد 2010 اور 2011 میں بھی ناجائز کنکشن پکڑے گئے ہیں۔محکمہ متواتر کام کر رہا ہے اور ناجائز کنکشنوں کو پکڑ کر انہیں regularize کیا جاتا ہے اور ان سے جرمانہ بھی وصول کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: اب latest position کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! سال 2010 میں 15760 ناجائز کنکشن پکڑے گئے اور اسی طرح 2011 میں 17000 ناجائز کنکشن پکڑے گئے

ہیں۔ان سب ناجائز کنکشنوں کو قانون کے مطابق regularize کیا جا رہا ہے اور ان سے ایک سال کا جرمانہ بھی وصول کیا جا رہا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!میں نے اپنے ضمنی سوال میں یہ بھی پوچھا ہے کہ کیا محکمہ recovery کو outsource کرنے کا کوئی ارادہ رکھتا ہے اور اس حوالے سے کوئی policy تیار کی جا رہی ہے یا نہیں؟یہاں پر ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ ناجائز کنکشنوں کی کل تعداد15760 ہے جبکہ یہاں جواب میں یہ تعداد1052 بتائی گئی ہے۔میں یہ کہوں گا کہ ایوان کی ایک کمیٹی بنا کر اس حوالے سے انکوائری کرائی جائے۔یہ اتنا سیدھا نہیں بلکہ بہت complicated issue ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، پارلیمانی سیکرٹری صاحب خود اس کا نوٹس لیں گے۔اگلا سوال محترمہ مائزہ حمید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر5451(معزز ممبر نے محترمہ مائزہ حمید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع رحیم یار خان، واٹر سپلائی کے منصوبہ جات کی تفصیلات

*5451: **محترمہ مائزہ حمید:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع رحیم یار خان میں واٹر سپلائی کے کتنے منصوبہ جات پر کام ہو رہا ہے ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ ضلع کے کتنے ایسے علاقے ہیں جہاں پر واٹر سپلائی کی کوئی سہولت موجود نہ ہے حکومت وہاں پر کب تک واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کر دے گی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر72این پی میں واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کی جا رہی ہے اس سے کتنے لوگ مستفید ہوں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ڈیپارٹمنٹ ضلع رحیم یار خان واٹر سپلائی کے 17 منصوبہ جات پر کام کر رہا ہے جو کہ 30۔جون2012 تک مکمل ہو جائیں گے اور انہیں چلا کر متعلقہ کمیونیٹیز کے حوالے کر دیا جائے گا (جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

(ب) ضلع رحیم یار خان کے کل 1500 چکوک ہیں جن میں سے 127 چکوک میں واٹر سپلائی سکیمیں متعلقہ کمیونیٹیز اپنی مدد آپ کے تحت کامیابی سے چلا رہی ہیں اور 17 چکوک میں واٹر سپلائی سکیموں کا کام جاری ہے جبکہ باقی ماندہ 1356 چکوک ایسے ہیں جہاں واٹر سپلائی کی سہولت موجود نہ ہے۔ان چکوک کو حکومت مرحلہ وار صاف پانی مہیا کرے گی۔

(ج) پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ڈیپارٹمنٹ چک نمبر NP/72 کے لئے واٹر سپلائی کی تعمیر نہیں کر رہا اور نہ ہی ایسا منصوبہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ڈیپارٹمنٹ کے پاس زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "ضلع رحیم یار خان کے کتنے ایسے علاقے ہیں جہاں پر واٹر سپلائی کی کوئی سہولت موجود نہ ہے، حکومت وہاں پر کب تک واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کر دے گی؟"اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "ضلع رحیم یار خان میں کل 1500 چکوک ہیں جن میں سے 127 چکوک میں واٹر سپلائی کی سکیمیں متعلقہ communities اپنی مدد آپ کے تحت کامیابی سے چلا رہی ہیں اور 17 چکوک میں واٹر سپلائی سکیموں کا کام زیر تعمیر ہے جبکہ 1356 چکوک ایسے ہیں جہاں پر واٹر سپلائی کی سہولت موجود نہ ہے۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا آنے والے بجٹ میں ان 1356 چکوک کو بھی صاف پانی مہیا کرنے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک انہیں یہ سہولت مہیا کر دی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 1356 چکوک کو صاف پانی فراہم کرنے کے لئے حکومت پنجاب سے funds طلب کئے گئے ہیں جب یہ مل گئے تو ان چکوک کو پانی فراہم کر دیا جائے گا۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! اس میں مدت کا تعین نہیں کیا گیا کہ کب تک ان چکوک کو صاف پانی مہیا کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی(جناب ظفر اقبال ناگرا):جناب سپیکر!جیسے ہی ہمیں مرحلہ وار funds ملیں گے اسی حساب سے ان چکوک کو صاف پانی فراہم کیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین (ڈاکٹر اسد اشرف) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین:جی،اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی:جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر7464اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے محترمہ آمنہ الفت کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب چیئرمین:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور-عالم ٹاؤن شادی پورہ میں واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کرنے کا معاملہ

*7464:محترمہ آمنہ الفت:کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عالم ٹاؤن شادی پورہ لاہور میں واٹر سپلائی کی سہولت نہیں ہے وہاں کے مکین دور دراز سے گھریلو استعمال کے لئے پانی لیکر آتے ہیں؟

(ب) حکومت کب تک مذکورہ آبادی میں واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کر دے گی،ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی(جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست نہ ہے-عالم ٹاؤن (ٹبہ عالم پورہ) شادی پورہ، داروغہ والا میں واٹر سپلائی کی سہولت جزوی طور پر موجود ہے-عالم ٹاؤن (ٹبہ عالم پورہ) شادی پورہ کی کل دس گلیاں ہیں جن میں چار گلیوں میں واسا کی واٹر سپلائی لائن پہلے سے موجود ہے-ان گلیوں کے رہائشی واسا کا پانی استعمال کر رہے ہیں-

(ب) عالم ٹاؤن (ٹبہ عالم پورہ) شادی پورہ، داروغہ والا کی بقایا چھ گلیوں میں واسا کی واٹر سپلائی نہیں ہے-ان گلیوں میں واٹر سپلائی کا پائپ بچھانے کے لئے تخمینہ -/11,65,700روپے کا لگایا گیا ہے اور فنڈز کی دستیابی پر مذکورہ بالا گلیوں میں واٹر سپلائی کی لائنیں بچھا دی جائیں گی-

جناب چیئرمین:کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی:جناب چیئرمین!جواب میں لکھا ہوا ہے کہ کل دس میں سے چار گلیوں کو پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔کسی آبادی میں جزوی طور پر پانی کی سپلائی کرنا مناسب نہیں ہے۔وہاں پر کچھ لوگوں کو تو پانی

کی سپلائی دی جارہی ہے اور کچھ کو نہیں دی جارہی۔ کیا دوسری گلیوں میں انسان نہیں رہتے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کی وضاحت کرنا پسند فرمائیں گے؟

جناب چیئرمین: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! عالم ٹاؤن (ٹبہ عالم پورہ) شادی پورہ دس عدد گلیوں پر مشتمل ہے۔ وہاں پر چار گلیوں میں پہلے سے واٹر سپلائی کی سہولت موجود ہے باقی چھ گلیوں کے لئے -/11,65,700 روپے کی دستیابی ضروری تھی۔ اب اس پورے علاقے کے لئے 33 ملین روپے کی ایک سکیم منظور ہوئی ہے اور مورخہ 20-5-2012 کو اس کا ٹینڈر بھی ہو چکا ہے۔ وہاں پر ایک ٹیوب ویل لگے گا جس سے ان چھ گلیوں کو واٹر سپلائی کی سہولت مہیا کی جائے گی۔ اب موقع پر کام شروع ہو چکا ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ 30 جون تک یہ کام مکمل ہو جائے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب چیئرمین! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیا ہے کہ وہاں پر کام جاری ہے جبکہ یہاں جواب میں لکھا ہوا ہے کہ اس سکیم کے لئے -/11,65,700 روپے کا تخمینہ لگایا گیا ہے اور funds کی دستیابی پر ہم کام شروع کریں گے۔ یہ آبادی کئی سالوں سے پانی سے محروم ہے اور گیارہ لاکھ روپے کوئی اتنی بڑی رقم نہیں ہے۔ جب نہر کی تزئین و آرائش پر کثیر رقم خرچ کی جا سکتی ہے اور وہاں پر کراسنگ کے لئے ایسے پُل بنائے جا سکتے ہیں کہ جن پر کوئی انسان چڑھتا ہی نہیں تو پھر لوگوں کو جو پانی سے محروم ہیں اس سکیم کے لئے پنجاب حکومت پیسے کیوں نہیں دیتی؟

جناب چیئرمین: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ 33 ملین روپے کا منصوبہ ہے۔ اس پورے علاقے کے لئے ایک ٹیوب ویل لگے گا اور ان چھ گلیوں کو پانی کی فراہمی کے لئے کام جاری ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ 30۔ جون تک یہ کام مکمل ہو جائے گا، اس طرح وہاں کے لوگوں کو پانی کی فراہمی ممکن ہو سکے گی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب صرف اتنا بتا دیں کہ کتنے عرصہ سے کام جاری ہے اور کتنے عرصہ تک مکمل ہو جائے گا؟

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئر مین!90فیصد کام ہو چکا ہے اور 30 جون تک باقی کام بھی مکمل ہو جائے گا۔

جناب چیئر مین: اگلا سوال نمبر 7536 سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئر مین! on his behalf. سوال نمبر 7536 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

یو سی 39 کی گلی حاجی ذوالفقار والی میں سیوریج نہ ہونے کی تفصیلات

*7536: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یو سی 39 پی پی۔145 بند روڈ گلی نمبر 2 جامعہ عثمانیہ لاہور کی لنک گلی حاجی ذوالفقار علی والی میں سیوریج کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے وہاں تمام دن گندا پانی کھڑا رہتا ہے جس کی وجہ سے وہاں کے رہائشیوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک وہاں سیوریج کا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ بات درست ہے کہ یونین کونسل 39 پی پی۔145 بند روڈ گلی نمبر 2 جامعہ عثمانیہ لاہور کی لنک گلی حاجی ذوالفقار علی والی گلی میں سیوریج کا انتظام نہ ہے۔اس سلسلے میں واسا کی مذکورہ گلی میں سیوریج بچھانے کی ایک سکیم زیر غور ہے جس کی لاگت تقریباً -/9,26,000 روپے ہے۔

(ب) جی ہاں۔واسا کی مذکورہ گلی میں سیوریج بچھانے کی ایک سکیم زیر غور ہے۔سکیم کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی پر مذکورہ گلی میں سیوریج مہیا کر دیا جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئر مین! زیر غور سوال کے جز(الف) کے جواب میں محکمہ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ یو سی۔39، پی پی۔145 بند روڈ گلی نمبر 2 جامعہ عثمان لاہور لنک روڈ میں سیوریج کا انتظام نہیں ہے اور ایک سکیم زیر غور ہے۔ہم پچھلے چار سال سے یہی سُن رہے ہیں کہ سب کچھ ان کے زیر غور ہے۔ میں اس بات پر احتجاج کرتی ہوں کیونکہ جب ہم یہاں پر بات کرتے ہیں تو ہمیں قاعدے میں رہنے کے

قوانین بتائے جاتے ہیں۔ پنجاب کے شہری گٹروں کے پانی میں زندہ رہیں، ان کو پینے کے لئے پانی نہ ملے اور جہاں پر انسان کی زندگی جانور سے بھی بدتر سمجھی جائے۔

ایسے کسی دستور کو، صبح بے نُور کو
میں نہیں مانتی میں نہیں مانتی

جناب چیئرمین! میں واسا کی نااہلی پر احتجاج کرتی ہوں کہ ان سارے سوالات کے جوابات میں یہی سُننے کو ملا ہے کہ ہاں، سیوریج نہیں ہے، پینے کا پانی نہیں ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ اب اس حکومت کا tenure ختم ہونے کو جارہا ہے، ابھی بھی اس وقفہ سوالات کے اندر سنہرے خواب دکھائے جا رہے ہیں۔ مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتادیں کہ ان لوگوں کے یہ سنہرے خواب کب پورے ہوں گے؟

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! یہ علاقہ یونین کونسل۔39 میں شامل ہے۔ یہ منصوبہ 20 کروڑ روپے کی لاگت کا ہے جس میں سے پنجاب حکومت نے 4 کروڑ روپے کے فنڈز فراہم کر دیئے ہیں اور موقع پر کام جاری ہے۔ میں اپنی بہن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی تو چار سال ہوئے ہیں ہم نے میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں اربوں روپے کی لاگت سے کام کئے ہیں۔ انہیں پچھلے پانچ سالہ دور میں یہ علاقہ نظر نہیں آیا؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال ہے کہ ابھی یہاں پر اس حلقہ کے متعلقہ ایم پی اے صاحب نے سوال کیا تھا کہ اگر میں ایم پی اے نہ بنتا تو وہاں پر سیوریج کی حالت یہ ہوتی تو میں کہتی ہوں کہ وہ وہاں پر چار سال سے ایم پی اے بھی ہیں، یہ حاجی ذوالفقار والی گلی ہے۔ ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ ہم نے اتنے کروڑ روپے کے فنڈز جاری کر دیئے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ "لکھے موسیٰ، پڑھے خُدا" والی بات ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! صاف پانی اور سیوریج ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 9 لاکھ روپے کی رقم زیر غور ہے اور ابھی تک اس کو ignore کیا گیا ہے کیونکہ یہ حاجی ذوالفقار والی گلی ہے اور ذوالفقار کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے صرف اسی لئے اس گلی کا سیوریج ٹھیک نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وشہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! مذکورہ گلی کا منصوبہ 9لاکھ 26ہزار روپے کا ہے اور پوری یونین کونسل کے سیوریج اور واٹر سپلائی کا منصوبہ 20 کروڑ روپے کا ہے جس میں سے 4کروڑ روپیہ فراہم کر دیا ہے، موقع پر کام جاری ہے اور 16کروڑ روپیہ بھی اگلے مالی سال میں فراہم کرکے پوری یونین کونسل کو سیوریج اور واٹر سپلائی مہیا کی جائے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! اس سوال کے جواب میں9لاکھ روپیہ لکھا ہوا ہے جبکہ ابھی انہوں نے کروڑ روپیہ کی کہانی سُنائی ہے۔ یہ لکھا ہوا جواب غلط ہے یا ان کا زبانی بتایا ہوا جواب غلط ہے؟

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وشہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! یہاں پر لکھا ہوا جواب پرانا ہے اب میں نے updated جواب دیا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب چیئرمین! سیوریج کا مسئلہ پورے لاہور کا ہے۔ میں شاہ جمال میں رہتی ہوں وہ چھوٹی سی کالونی ہے لیکن وہاں پر بھی سیوریج کا مسئلہ ہے، وہاں پر لوگوں کی گاڑیاں گرتی ہیں اور لوگ بہت پریشان ہیں۔ وہاں پر لاکھوں روپے نہیں بلکہ چند ہزار روپے کا خرچہ ہے اور وہاں پر سارے لوگ مسلم لیگ (ن) کے ووٹر ہیں جو کہ اب نالاں ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وشہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! محترمہ نے جس گلی کا ذکر کیا ہے ہم اس گلی کا مسئلہ جلد از جلد حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال جناب محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب چیئرمین! On his behalf Question No. 7581 (معزز ممبر نے جناب محمد شفیق خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

تحصیل گوجر خان، ڈھوک نگیال داخلی گرمالہ میں سولنگ و نالیوں کی تفصیلات

*7581: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈھوک نگیال داخلی گرمالہ تحصیل گوجر خان راولپنڈی میں سولنگ نالیاں اور واٹر سپلائی کی سہولت موجود ہے اگر ہاں تو یہ کب منصوبہ مکمل ہوا تھا اس کا تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) موقع پر کتنا کام ہوا ہے کتنی آبادی اس سے مستفید ہو رہی ہے؟

(ج) بقایا آبادی کو واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت کب فراہم کی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) ڈھوک نگیال داخلی گرمالہ تحصیل گوجر خان راولپنڈی میں 1985 میں سولنگ نالی کا کام ہوا تھا۔ جس کا تخمینہ 2.00 لاکھ روپے بنتا ہے اس کے بعد T.M.A گوجر خان کی وساطت سے 2009 میں 500 فٹ کنکریٹ معہ نالیاں اور ایک گلی 200x6 معہ نالی 2011 میں تعمیر ہوئی باقی 80 فیصد گلیاں کچی ہیں جن کا تخمینہ لاگت تقریباً 7.00 لاکھ بنتا ہے۔ گاؤں میں واٹر سپلائی کی سہولت موجود نہ ہے۔ لوگ کنوؤں سے پانی حاصل کرتے ہیں اگر باقاعدہ واٹر سپلائی سکیم بنائی جائے تو تخمینہ تقریباً 30 لاکھ روپے بنتے ہیں۔

(ب) گاؤں کی آبادی 250 افراد پر مشتمل ہے مندرجہ بالا کام سے گاؤں کی 20 فیصد آبادی مستفید ہوئی ہے۔

(ج) اگر گاؤں کو واٹر سپلائی اور ڈرینج کی سہولت مہیا کرنے کی ذمہ داری پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کو سونپی گئی تو پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے فنڈز ملتے ہی واٹر سپلائی اور ڈرینج کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب چیئرمین! جز (ب) کے جواب میں لکھا ہے کہ گاؤں کی آبادی 250 افراد پر مشتمل ہے۔ مندرجہ بالا کام سے گاؤں کی 20 فیصد آبادی مستفید ہوئی ہے یعنی 80 فیصد لوگوں کے پاس وہاں پر پینے کا پانی ہے نہ سیوریج کی کوئی سہولت ہے۔ آپ دیکھیں کہ وہاں پر لوگوں کی کیا حالت ہوگی؟ وہ کہتے ہیں کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کو یہ ذمہ داری سونپی گئی تو پنجاب حکومت کی طرف سے فنڈز ملتے ہی واٹر سپلائی اور ڈرینج کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ یہ ذمہ داری کون سونپے گا اور اُن لوگوں کو کیسے پانی ملے گا؟

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! اس گاؤں کے لوگ کنویں سے پانی حاصل کرتے ہیں اور کنویں کا پانی ٹھیک ہے۔ جب پھر ضرورت پڑے گی تو یہ سہولت فراہم کر دی جائے گی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب چیئرمین! جواب میں لکھا ہے کہ وہاں پر جو کام ہوا ہے اُس سے اس گاؤں کی 20 فیصد آبادی مستفید ہوئی ہے۔ 80 فیصد آبادی کو یہ سہولت فراہم نہ ہوئی ہے تو یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے کہ انہیں واٹر سپلائی اور ڈرینیج کی سہولت دی جائے؟

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! مستقبل میں اس حوالہ سے آپ کا کوئی منصوبہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! اس حوالہ سے ٹی ایم اے گوجر خان کو فنڈز فراہم کر دیئے گئے ہیں جن سے اُن کا کام ہو جائے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب چیئرمین! یہ بالکل غلط کہہ رہے ہیں کیونکہ انہیں فنڈز فراہم نہیں کئے گئے۔ جواب میں لکھا ہے کہ اگر یہ ذمہ داری پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کو سونپی گئی تو پنجاب حکومت کی طرف سے فنڈز ملتے ہیں واٹر سپلائی اور ڈرینیج کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ 30 لاکھ روپیہ کا چھوٹا سا منصوبہ ہے تو آپ یہاں پر یقین دہانی کرائیں کہ اس گاؤں میں صاف پانی مہیا کیا جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! وہاں پر ہر گھر میں کنویں ہیں اور یہ 30 لاکھ روپے کا منصوبہ آئندہ سال مکمل کیا جائے گا۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی پینے کے صاف پانی کے حوالہ سے بات ہوئی تو مختلف حلقوں میں واٹر سپلائی سکیموں کا کام جاری ہے اور کچھ مصلحتوں کی وجہ سے سرگودھا کے مختلف حلقوں میں اُن واٹر سپلائی سکیموں کا کام روک دیا گیا ہے۔ میرا حلقہ پی پی۔36 تحصیل سلانوالی میں ایسے پانچ دیہات ہیں جو بالکل brackish ہیں، جہاں پر دُور دُور تک پانی ناپید ہے۔ وہاں پر میں نے واٹر سپلائی سکیموں کے لئے کروڑوں روپیہ دیا ہے اور وہ سکیمیں محکمہ کی غفلت کی وجہ سے مکمل نہیں ہو رہیں تو کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتانا چاہیں گے کہ اُن واٹر سپلائی سکیموں کو کب تک مکمل کر لیا جائے گا اور اُن لوگوں کا کیا قصور ہے جنہیں ان سہولتوں سے محروم رکھا جا رہا ہے؟

جناب چیئرمین: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ ضمنی سوال نہیں ہے لیکن ان کے اس مسئلہ کو نوٹ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! یہ اپنے دیہات کے نام لکھ کر دیں انشاء اللہ اس پر غور کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آپ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے رابطہ کر لیں۔ اگلا سوال مہر محمد اشتیاق صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے اگلا سوال محترمہ آمنہ اُلفت کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! On her behalf سوال نمبر 8055 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ آمنہ الفت کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔یو سی 88 میں گٹروں کی صفائی نہ کرنے کی تفصیلات

*8055: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یونین کونسل۔88 لاہور میں عرصہ دراز سے گٹروں کی صفائی نہیں ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ یو سی میں گٹروں کی proper صفائی نہ ہونے کی وجہ واسا کے ڈیلی ویجز ملازمین کو فارغ کرنا اور صفائی کرنے والی گاڑیوں کا آئل کم کر دینا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت عوام کی اس پریشانی کو دور کرنے کے لئے گٹروں کی صفائی کرنے والے عملہ کی تعداد پوری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ یونین کونسل۔88 میں سوڈیوال پنڈ، خدا بخش روڈ نوناریاں، واسا کالونی اور اے بلاک گلشن راوی، نیو شالامار کالونی، لنک خدا بخش روڈ، رستم پارک، کلیار روڈ، نوناریاں پنڈ، جہانگیر روڈ اور ملحقہ گلیاں، انصاف روڈ تا حق باہو نزد برف خانہ، مہاجر آباد مین لائن و لنک روڈ، افضل سٹریٹ، واپڈا والی گلی تا بے بی گراؤنڈ، خادم سٹریٹ، ضیا سٹریٹ، غوری

سٹریٹ اور بخاری سٹریٹ رستم پارک کے گٹروں / سیور لائنوں میں سے گاریں نکال کر انہیں صاف کیا جا چکا ہے۔سیور کی صفائی کا شیڈول ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔یونین کونسل 88 میں واسا کی desilting / گٹروں کی صفائی کرنے والی ٹیم میں 12 سینٹری ورکرز ہیں جو کہ ورک چارج ملازمین ہیں۔جملہ بجٹ کے مطابق اپنے وسائل میں رہتے ہوئے عملہ کی تعداد مناسب ہے اور گٹروں کی مکمل صفائی کو یقینی بنایا جا رہا ہے۔ اگرچہ صفائی کرنے والی گاڑیوں کا آئل کم کیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود بھی اطمینان بخش کام ہو رہا ہے۔

(ج) گٹروں / سیور لائنوں کی مکمل صفائی کو یقینی بنایا جا رہا ہے۔جملہ بجٹ کے مطابق اپنے وسائل میں رہتے ہوئے گٹروں کی صفائی کرنے والے عملہ کی تعداد مناسب ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! یہ سوال یونین کونسل۔88 لاہور میں سیوریج سے متعلقہ ہے اور آپ اس سوال کا جز (ب) دیکھ لیں انہوں نے کہا ہے کہ گٹروں کی صفائی کرنے والی ٹیم میں 12 سینٹری ورکرز موجود ہیں اور وہ جس ایریا کو cater کر رہے ہیں اُس میں سوڈھیوال پنڈ، خدا بخش روڈ، نوناریاں، واسا کالونی، اے بلاک گلشن راوی، نیو شالامار ٹاؤن، لنک خدا بخش روڈ، رستم پارک، کلیار روڈ، نوناریاں پنڈ، جہانگیر روڈ ملحقہ گلیاں، انصاف روڈ تا حق باہو نزد برف خانہ، مہاجر آباد، مین لائن و لنک روڈ، افضل سٹریٹ، واپڈا والی گلی تابیدی گراؤنڈ، خادم سٹریٹ، ضیاء سٹریٹ، غوری سٹریٹ اور بخاری سٹریٹ۔19 آبادیاں اور 12 سینٹری ورکرز، آپ مجھے بتا دیں کہ یہاں پر گٹر بند نہیں ہوں گے تو کیا ہو گا؟

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! جہاں گٹر بند ہونے کی شکایت ہوتی ہے وہاں 12 سینٹری ورکرز ہیں اور اُن کے ساتھ اُس علاقہ کی صفائی کے لئے suction machines and jetting machines بھی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! جب سے یہ Question Hour چل رہا ہے اس میں کوئی ایک سوال ایسا نہیں ہے جہاں پر محکمہ نے خود یہ بات کی ہو کہ یہاں پر کوئی مسئلہ نہیں ہے، دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں۔اسی جز (ب) کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ جملہ بجٹ کے مطابق اپنے وسائل میں رہتے ہوئے عملہ کی تعداد مناسب ہے، گٹروں کی مکمل صفائی کو یقینی بنایا جاتا ہے اور یہ

practically possible ہی نہیں ہے. I can challenge this دوسری بات یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ گاڑیوں کا آئل بھی کم کر دیا ہے تو اس کے باوجود اطمینان بخش کام ہو رہا ہے۔ زمینی حقائق کے مطابق کیا یہ possible ہے؟

جناب چیئر مین: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئر مین! گاڑیوں کو آئل کی جتنی ضرورت ہے اتنا آئل دیا جا رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اُن 19 آبادیوں کے لئے 12 سینٹری ورکرز ہیں۔ اگر کہیں پر کوئی شکایت ہے تو میری محترمہ بہن اُس محلے کی بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئر مین! میں on the floor of the House یہ بات چیلنج کرتی ہوں کہ 19 آبادیوں میں روزانہ کہیں کوئی ایک problem نہیں ہوتی ہو گی تو This is not going to happen۔ دوسری بات یہ ہے کہ گاڑیوں کا آئل sufficient ہے تو پھر ان کے محکمہ نے یہ غلط جواب کیوں دیا ہے؟ انہوں نے یہ کیوں لکھا ہے، "اگرچہ صفائی کرنے والی گاڑیوں کا آئل کم کر دیا گیا ہے۔" یہ تو اس ایوان سے مذاق کرنے والی بات ہے۔

جناب چیئر مین: جی، آپ کی بات درست ہے، بہت مسائل ہیں اور یہی وجہ ہے کہ حکومت پنجاب نے public کے لئے toll free نمبر دیا ہے۔ میں یہ بات اس لئے کر رہا ہوں کہ اگر کسی کو گندے پانی، واسا یا sewerage کی blockage کی وجہ سے کوئی شکایت ہے تو وہ toll free نمبر پر اپنی شکایت درج کروائے تو چوبیس گھنٹوں میں اُس کا مسئلہ حل ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئر مین! میں آپ کے vision کو appreciate کرتی ہوں۔ اگر Chair پر بیٹھ کر آپ یہ بات کر سکتے ہیں تو معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب جو اس محکمہ کو represent کر رہے ہیں انہیں اس بات کا پتا کیوں نہیں ہے یا ایوان کے علم میں کیوں نہیں لے کر آئے؟ میں آپ کے توسط سے آپ کی سرکار سے expect کرتے ہوئے یہ request کرتی ہوں کہ اگر انہوں نے لوکل گورنمنٹ کو wind up کرتے ہوئے تباہ و برباد کیا اور لوگوں کو رونے اور گندہ پانی پینے کے لئے چھوڑ دیا تو کم از کم ایک منسٹر ہی رکھ لیں جنہیں پتا ہو کہ محکمہ میں آخر ہو کیا رہا ہے؟ اس کو پڑھا لکھا کر یہاں پر بھیجیں تاکہ وہ ایوان کو proper جواب دے سکیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب چیئرمین! میں نے ایک چھوٹی سی بات کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں۔ اگلا سوال رانا محمد افضل خان صاحب کا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب چیئرمین! میں کوئی اور بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: ڈھلوں صاحب! آپ کی بات بعد میں سنتے ہیں کیونکہ رانا صاحب نے بڑی مشکل سے یہ سوال دیا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ میں اپنا وقت انہیں دے دیتا ہوں۔ آپ اِن کی بات سن لیں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! ہم sense کی بات سننا چاہتے ہیں لہذا آپ سوال کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! یہ وقفہ سوالات کا گھنٹہ ہے مگر یہ تو بحث کا گھنٹہ بن گیا ہے۔

جناب چیئرمین: میری معزز ممبران سے یہ گزارش ہے کہ ہم یہاں پر لوگوں کے مسائل پر بات کرنے اور اُن کا حل ڈھونڈنے آئے ہیں لہذا انہی مسائل پر رہیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! آدھے سے زیادہ سوال رہ جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، آپ continue کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! میرا سوال نمبر 8667 ہے جس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد۔ کمرشل فیس وصولی کی تفصیلات

*8667: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی گراونڈ پیپلز کالونی کمرشل ایریا فیصل آباد میں تمام پلاٹ 1954 کے نقشہ کے مطابق کمرشل نیلام کئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کمرشل پلاٹ پر مزید Commercialization Fee وصول نہیں کی جاسکتی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ PHATA نے کچھ پلاٹ مالکان کے نقشہ جات بغیر کمرشل فیس پاس کئے اور کچھ سے کمرشل فیس وصول کی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان کی تفصیل بتائی جائے کہ کس کس سے کتنی فیس وصول کی گئی اور وہ کس category کے پلاٹ تھے؟

(ہ) ایک ہی طرح کے پلاٹ مالکان کے ساتھ دو طریق کار روا رکھنے کی وجہ بیان کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈی گراؤنڈ پیپلز کالونی فیصل آباد میں تمام پلاٹ 1954 میں اربن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے حکومت پنجاب کے منظور شدہ نقشہ (Layout Plan) اور مروجہ قوانین / پالیسی اور شرائط نیلام فارم (UDD–37) کے مطابق نیلام کئے گئے۔ جن میں شق نمبر 8 میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ حکومت کھلے نیلام کے ذریعے یا ایسے نیلام کے ذریعے جو محض مہاجروں تک محدود کر دیا گیا ہو تجارتی اغراض کے لئے سفید زمین فروخت کر سکتی ہے اور محکمہ شہری ترقیات کی منظور کردہ نیلام کی قیود و شرائط ہی قابل اطلاق ہوں گی۔ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل ڈیپارٹمنٹ 1973 میں قائم ہوا تھا اور ڈی گراؤنڈ کے کمرشل پلاٹس اس محکمہ نے نیلام نہ کئے تھے۔

(ب) یہ درست نہ ہے شرائط نیلام (UDD–37) کے مطابق مالک پلاٹ گراؤنڈ فلور پر تین عدد دکانات اور فرسٹ فلور پر رہائش تعمیر کرے گا جو مالک پلاٹ ان شرائط کے مطابق تعمیر مکمل کرتا ہے اس سے کمرشل فیس نہیں لی جاتی۔ اس کے علاوہ اگر مالک پلاٹ زائد منزل کمرشل تعمیر کرتا ہے تو اس سے کمرشل فیس وصول کی جاتی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) جز (ج) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

(ہ) ایک ہی طرح کے پلاٹ مالکان کے ساتھ دو طریق کار روا نہ رکھا گیا ہے۔ بلکہ جن مالکان نے درخواست برائے commercialization دی ہے۔ ان سے کمرشل فیس مجاز اتھارٹی کی منظوری لینے کے بعد وصول کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! میں نے جز (الف) میں یہ پوچھا تھا کہ کیا فیصل آباد ڈی گراؤنڈ میں تمام پلاٹ کمرشل بیچے گئے ہیں یا نہیں؟ وزیر صاحب بھی فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں مگر انہوں نے جواب مفصل اور غلط دیا ہے۔ بڑی سادہ سی بات ہے کہ کیا وہ پلاٹ کمرشل نیلام ہوئے ہیں یا نہیں، مجھے ابھی بتادیں کہ ڈی گراؤنڈ میں جتنی دکانوں کے پلاٹ ہیں کیا وہ کمرشل تھے؟

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! 1954 میں وہاں پر پچاس عدد کمرشل پلاٹ تھے جو نیلامی کے ذریعے لوگوں کو دیئے گئے تھے۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں لیکن اب محکمہ وہاں پر کیا کر رہا ہے؟ جب لوگ نئی buildings بناتے ہیں تو محکمہ کسی سے Commercialization Fee کچھ مانگتا ہے اور کسی سے کچھ مانگتا ہے یعنی وہاں پر کرپشن کا بازار گرم ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ کوئی benchmark نہیں ہے۔

رانا محمد افضل خان: جی، کوئی benchmark نہیں ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وہ اس پر انکوائری کرانے کو تیار ہیں کہ مختلف پلاٹوں سے مختلف rates پر Commercialization Fee لی گئی ہے یا نہیں، اگر لی گئی ہے تو ایک جیسی کیوں نہیں لی گئی؟

جناب چیئرمین: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! Equalization of Commercial Fee کیوں نہیں ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! دو منزلہ کمرشل پلاٹ پر برابر فیس لی جاتی ہے جس میں پہلی منزل پر تین عدد دکانات بنائی جا سکتی ہیں اور دوسری منزل پر رہائش رکھی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص تین یا چار منزلہ بناتا ہے تو اُس سے Commercial Fee لی جاتی ہے۔ اگر میرے بھائی رانا افضل صاحب کے علم میں ایسی کوئی بات ہے تو میں اس پر انکوائری کمیٹی بنانے کو تیار ہوں تاکہ حقائق سامنے لاکر ایوان میں پیش کئے جا سکیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! ان کی بڑی مہربانی کہ انہوں نے انکوائری کمیٹی بنانے پر اتفاق کیا ہے۔ میرے خیال میں اس پر انکوائری کمیٹی بن جانی چاہئے کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ یہ پلاٹ کمرشل ہیں۔ پلاٹ جب ایک دفعہ کمرشل ہو جاتا ہے تو اُس پر نقشہ کی فیس تو دی جا سکتی ہے مگر کمرشلائزیشن فیس

بار بار نہیں دی جا سکتی لہذا میں چاہوں گا کہ محکمہ ہی انکوائری کر لے۔ میں نے جز(ج) میں تفصیل مانگی تھی جس کا جواب لکھا ہے کہ یہ درست نہ ہے اور تفصیل بھی مہیا نہیں کی گئی۔ یہ انکوائری کرانے کی assurance دے دیں تو میں مطمئن ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، انہوں نے assurance دے دی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: کیا ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: ضمنی سوال نہیں ہے مگر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

غنی کالونی شیرا کوٹ لاہور کی گلیوں کے سیوریج کی تفصیلات

7779*: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے آج سے بیس بائیس سال قبل مدنی سٹریٹ نمبر25 اور ابوبکر سٹریٹ نمبر26 غنی کالونی شیرا کوٹ لاہور میں سیوریج کے لئے 9انچ سائز کے پائپ ڈالے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ بالا دونوں گلیوں کی چوڑائی پندرہ پندرہ فٹ ہے اور حکومت نے گزشتہ سال دونوں گلیوں میں12انچ سائز کے سیوریج پائپ بچھانے اور ان کو پختہ کرنے کے لئے تخمینہ بھی منظور کیا تھا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان دونوں گلیوں میں 12انچ سائز کے سیوریج پائپ بچھانے اور ان کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے آج سے بیس بائیس سال قبل مدنی سٹریٹ نمبر25 اور ابوبکر سٹریٹ نمبر26 غنی کالونی شیرا کوٹ لاہور میں 9انچ سائز کے پائپ بچھائے۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ مذکورہ گلیوں کی چوڑائی پندرہ فٹ ہے۔تاہم گزشتہ سال ان گلیوں میں سیوریج بچھانے کا کوئی منصوبہ نہیں بنایا گیا۔

(ج) چونکہ مذکورہ گلیوں میں 9انچ قطر کی سیوریج لائن درست حالت میں کام کر رہی ہے لہذا فی الحال نئے سیوریج کی ضرورت نہ ہے۔

شیر شاہ کالونی رائے ونڈ لاہور میں ٹیوب ویلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8672: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شیر شاہ کالونی رائے ونڈ روڈ لاہور میں کتنے ٹیوب ویل کہاں کہاں نصب ہیں کتنے چالو اور کتنے کب سے خراب ہیں؟

(ب) اس کالونی میں واٹر سپلائی کے لئے پائپ کب بچھائے گئے تھے اور ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی تھی؟

(ج) اس وقت کس کس جگہ واٹر سپلائی کے پائپ ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں؟

(د) کس کس آبادی میں پینے کا پانی ناقص اور غیر معیاری ہونے کی شکایت ہے؟

(ہ) حکومت اس کالونی میں پینے کے لئے صاف پانی فراہم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) شیر شاہ کالونی رائیونڈ روڈ لاہور میں جب سے سکیم بنی ہے دو ٹیوب ویلز لگائے گئے تھے دونوں ٹیوب ویلز مین پارک میں لگائے گئے تھے جو کہ اب تک چالو حالت میں ہیں کوئی ٹیوب ویل خراب نہیں ہے۔

(ب) اس کالونی میں واٹر سپلائی کے پائپ 90-1989 میں بچھائے گئے جن پر -/16,59,588 روپے خرچ ہوئے۔

(ج) اس کالونی میں کسی بھی جگہ پائپ ٹوٹ پھوٹ کے شکار نہیں ہیں تاہم کسی بھی شکایت کی صورت میں فوری طور پر پائپ کی مرمت کر دی جاتی ہے۔

(د) اس کالونی میں پینے کا پانی بالکل صاف مہیا کیا جا رہا ہے۔پانی کے غیر معیاری ہونے کی کوئی بھی شکایت نہیں ہے۔

(ہ) حکومت اس کالونی میں پینے کے لئے صاف پانی فراہم کر رہی ہے اس لئے مزید کسی اقدامات کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور۔شیر شاہ کالونی رائے ونڈ کی گلیوں اور سڑکوں کی صورتحال و دیگر تفصیلات

*8673: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شیر شاہ کالونی رائیونڈ میں گلیوں اور سڑکوں کی مرمت / تعمیر پر سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ب) اس وقت جس گلی / سڑک کی مرمت / تعمیر کا کام جاری ہے ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) اس وقت کس کس گلی / سڑک کی حالت خراب ہے یا ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(د) حکومت اس کالونی کی گلیوں / سڑکوں کی تعمیر / مرمت کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) شیر شاہ کالونی رائیونڈ روڈ میں گلیوں اور سڑکوں کی مرمت / تعمیر پر سال 10-2009 میں صرف -/20,00,000 روپے خرچ کئے گئے اور سال 11-2010 میں کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی۔

(ب) اس وقت محکمہ ہذا کے پاس فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے کسی بھی گلی / سڑک کی مرمت / تعمیر نہیں ہو رہی۔

(ج) اس وقت مین 60 فٹ روڈ کی مزید مرمت اور 20 فٹ گلیوں کی مرمت درکار ہے۔

(د) سڑکوں کی تعمیر / مرمت کے لئے حکومت سے فنڈز مطلوب ہیں۔فنڈز مہیا ہونے پر باقی ماندہ سڑکوں اور گلیوں کی مرمت بھی کر دی جائے گی۔

گلبرگ لاہور میں سرکاری اراضی پر ٹریفک کنٹرول کرنے کے لئے بنائے گئے پارکنگ پلازہ کی تفصیلات

*8689: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلبرگ لاہور میں سرکاری اراضی پر بنائے گئے پارکنگ پلازہ کو دکانوں کی صورت میں فروخت کیا جارہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایل ڈی اے ون ونڈو کمپیوٹرز شعبہ آئی ٹی سکیننگ کے افسران ڈبل تنخواہ وصول کر رہے ہیں جس سے سرکاری خزانے کو بے پناہ نقصان پہنچایا جا رہا ہے اورافسران عوام کے لئے نئے پراجیکٹ لانے کی بجائے کروڑوں روپے اپنے دفتروں کی maintenance پر خرچ کر رہے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب ان افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ مذکورہ کار پارکنگ پلازہ کی پہلی تین منزلوں پر دکانیں تعمیر کی گئی ہیں۔یہ کار پارکنگ پلازہ 11 منزلہ ہے جس میں لوئر گراونڈ، گراونڈ اور پہلی منزل کے بعد کی 8 منزلیں کار پارکنگ کے لئے مختص ہیں۔پلازہ میں305 کاریں اور150 موٹر سائیکلیں کھڑی کرنے کی گنجائش ہے۔اس پلازہ کی تعمیر پر صرف ہونے والی رقم کی وصولی کے لئے نچلی تین منزلوں پر دکانیں تعمیر کی گئی ہیں جو کہ شفاف نیلام عام کے ذریعے فروخت کی جارہی ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ ایل ڈی اے ون ونڈو اور شعبہ آئی ٹی سکیننگ میں افسران ڈبل تنخواہ وصول کر رہے ہیں جبکہ دفتروں کی maintenance پر کبھی بے جا اور بغیر سوچے سمجھے خرچ نہیں کیا جاتا بلکہ ضرورت کے مطابق دفتری قوانین کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے خرچ کیا جاتا ہے۔

(ج) ایل ڈی اے ون ونڈو اور شعبہ آئی ٹی میں تمام افسران معمول کی تنخواہ وصول کر رہے ہیں لہذا حکومت پنجاب ان افسران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

منصوبے کی مختصر تفصیلات

نام:	پارک اینڈ رائیڈ کار پارکنگ پلازہ لبرٹی مارکیٹ، لاہور	
منصوبہ کی تفصیلات:	دکانوں کے لئے مختص تین منزلوں کا کل رقبہ (17242x3):	51,726مربع فٹ
	پارکنگ کے لئے مختص 8 منزلوں کا کل رقبہ (20036.5x8)	1,60,292مربع فٹ
	داخلے اور اخراج کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ راستے:	
	چھت کے اوپر ریستوران:	
	ہر منزل پر ماحول دوست پھول دار پودوں کی فراہمی:	
	2عدد انتہائی جدید تیز رفتار کیپسول لفٹوں کی تنصیب:	
	کار پارکنگ کا مؤثر اور جدید نظام:	
	گاڑیوں کی حفاظت کا خودکار نظام:	
	ڈرائیوروں کی رہنمائی کے لئے پارکنگ کا باقی نظام:	
	آگ لگنے کی فوری اطلاع دینے والا نظام:	
	دکانوں کے لئے مختص منزلوں پر ایئر کنڈیشننگ کا نظام:	

ابتدائی طور پر پلازہ کی منزلوں کی تعداد پانچ تھی جس کے لئے مختص رقم 499.916 ملین روپے تھی۔بعدازاں وزیراعلیٰ پنجاب کے احکامات پر پلازہ کی منزلوں کی تعداد 11 کر دی گئی اور چھت پر ایک عدد ریستوران کی تعمیر بھی شامل کر دی گئی۔جس کے نتیجے میں پلازہ کی تعمیری لاگت 837.932 ملین روپے ہو گئی اب تک 23 دکانیں بذریعہ شفاف نیلام عام فروخت کر دی گئی ہیں اور بقیہ 58 دکانوں کی نیلامی کے لئے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔

شمالی لاہور میں سیر گاہ بنانے کا معاملہ

*8711: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شمالی لاہور میں صرف ایک سیر گاہ ہے جو کہ کافی پرانی ہے جبکہ شمالی لاہور کی آبادی لاکھوں افراد پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پاکستان بننے کے بعد شمالی لاہور میں جدید سہولتوں سے آراستہ ایک بھی سیر گاہ تعمیر نہ کی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت شمالی لاہور میں جدید سہولتوں سے لیس سیر گاہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ شمالی لاہور میں ایک سیر گاہ ہے۔ شمالی لاہور میں پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور کے زیرانتظام چھوٹی بڑی پارکوں کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:

مین پارک وسن پورہ، بشیر پارک وسن پورہ، پارک نزد دربار مادھولال حسینؒ، Zبلاک پارک وسن پورہ، مین پارک گجرپورہ، حماد کالونی پارک وسن پورہ، ہجویری پارک یونین کونسل 22، اکرم پارک شاد باغ، ٹیوب ویل والی پارک گجرپورہ، ناظم آباد گول پارک شاد باغ، نیو کرول پارک، خورشید پارک شاد باغ، تاجپورہ پارک شاد باغ، غزالی بٹ پارک نمبر 1&2 شاد باغ، گول باغ شاد باغ، طیبہ مسجد پارک شاد باغ، انور منیر پارک گجرپورہ، شیش محل پارک شاد باغ، فیصل پارک گجرپورہ، Dبلاک پارک شاد باغ، نگینہ پارک نمبر 1&2، ٹینکی والی پارک شاد باغ، عثمان پارک سنگھ پورہ، مدینہ پارک گجرپورہ، چشتیہ پارک سنگھ پورہ، بس سٹینڈ والی پارک نمبر 1,2,3 گجرپورہ، منظور پارک وسن پورہ، حیدری پارک B-I گجرپورہ، چلڈرن پارک شاد باغ، ٹبہ والی پارک C-I گجرپورہ، علی پارک سنگھ پورہ، الطاف پارک C-I، گجرپورہ، صوفیہ لیڈی پارک وسن پورہ، علم دین پارک D-I گجرپورہ اور اتحاد پارک D-I گجرپورہ

(ب) یہ درست نہ ہے۔پاکستان بننے کے بعد بے شمار پارک تعمیر کئے گئے ہیں جن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس سلسلے میں تحریر ہے کہ مختلف پارکوں میں بچوں کے جھولے اور دیگر بچوں کی تفریح کی اشیاء لگائی گئی ہیں اور بڑوں کے لئے جوگنگ ٹریک وغیرہ بنائے گئے ہیں۔

(ج) ہاں جو پارک بنائے جارہے ہیں ان میں نگینہ پارک گجرپورہ، علم دین پارک گجرپورہ، تاجپورہ پارک شاد باغ، نیو کرول پارک، ٹینکی والی پارک A-1 بلاک گجرپورہ، گول باغ شاد باغ، سندہیلیہ پارک شاد باغ، جناح پارک سلطان پورہ، شمشاد پارک شاد باغ، پنج پیر پارک کاچھو

پورہ، سلطانی پارک شاد باغ، شجاع پارک شاد باغ، ٹبہ والی پارک گجر پورہ اور Z بلاک پارک وسن پورہ شامل ہیں۔

لاہور۔ایل ڈی اے کے پٹرول پمپس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9242: جناب فاروق یوسف گھرکی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبائی دارالحکومت لاہور میں کل کتنے پٹرول پمپس ایل ڈی اے کے پاس ہیں؟

(ب) کتنے پٹرول پمپوں کی مدت لیز ختم ہو چکی ہے اور کتنے پٹرول پمپ تاحال لیز پر ہیں؟

(ج) محکمے کے جن پٹرول پمپوں پر سابق لیز ہولڈرز نے بدستور ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے اس سے حکومت کو ماہوار کتنا خسارہ ہو رہا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبائی دار لحکومت لاہور میں کل 29 پٹرول پمپس ایل ڈی اے کے دائرہ اختیار میں ہیں۔

(ب) ان پٹرول پمپوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	کیفیت	تعداد
1	جن کی لیز منسوخ ہو چکی ہے۔	19
2	جن کی محکمانہ لیز منسوخ ہونے کے باوجود مجاز عدالتوں کے حکم امتناعی کی وجہ سے مزید کارروائی نہ کی جا سکی ہے۔	3
3	جو تاحال لیز پر ہیں۔	5
4	جو ایل ڈی اے کے قبضہ میں ہیں۔	2
	میزان	29

(ج) مجاز اتھارٹی سے لیز کی منسوخی کے خلاف پٹرولیم ڈیلر ایسوسی ایشن کے عہدیداران نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے ملاقات کر کے اپنے تحفظات کا اظہار کیا جس پر جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن وزیر ایکسائز و تعلیم کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جس نے تاحال اس ضمن میں سفارشات مرتب نہ کی ہیں مزید براں لیز کی منسوخی کے خلاف سابق لیز ہولڈرز نے عدالت عالیہ میں رٹ پٹیشن ہائے دائر کر دیں جو کہ تاحال لاہور ہائیکورٹ کے پاس زیر التوا ہیں۔ معاملہ عدالت عالیہ اور مذکورہ کمیٹی کے روبرو زیر التوا ہونے کی وجہ سے

ایل ڈی اے تاحال لیز کی منسوخی کے باوجود ان پٹرول پمپ سائٹس کا قبضہ حاصل نہ کر سکا ہے۔

لیز کی منسوخی کے باوجود معاملہ مذکورہ کمیٹی کے روبرو اور لاہور ہائیکورٹ کے پاس زیر التواٗ ہونے کی وجہ سے سابق لیز ہولڈرز سے ناجائز قبضہ تاحال واگزار نہیں کرایا جا سکا البتہ تشکیل کردہ کمیٹی اور عدالت عالیہ کے فیصلہ کی روشنی میں ایسے تمام ناجائز قابضین سے واجبات حسب رولز / پالیسی وصول کئے جائیں گے جس سے محکمہ ہذا کو کوئی خسارہ نہ ہو گا۔

گوجرانوالہ، واٹر سپلائی کے لئے لگائے گئے ٹیوب ویلوں کی تفصیلات

*9316: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ شہر میں واٹر سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں؟

(ب) کتنے چالو حالت میں ہیں اور کتنے کب سے بند پڑے ہیں؟

(ج) ان ٹیوب ویلوں کی دیکھ بھال پر سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی تفصیل سال وائز بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گوجرانوالہ شہر میں واٹر سپلائی کے 75 عدد ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں۔

(ب) 61 عدد ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں اور 14 عدد ٹیوب ویل جولائی 2010 سے فنڈز نہ ملنے کیوجہ سے نامکمل حالت میں بند پڑے ہیں۔ جونہی فنڈز میسر ہوں گے انہیں چالو کر دیا جائے گا۔

(ج) ٹیوب ویلوں کی دیکھ بھال کے لئے بل بجلی کے علاوہ درج ذیل اخراجات ہوئے ہیں:۔

1)	سال 10-2009	مبلغ -/252000 روپے
2)	سال 11-2010	مبلغ -/362000 روپے

گوجرانوالہ شہر خریدی گئی مشینری کی تفصیلات

*9317: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) واسا گوجرانوالہ نے سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنی اور کون کون سی مشینری کہاں کہاں سے خرید کی؟

(ب) یہ مشینری کس کس مقصد کے لئے خرید کی گئی؟
(ج) اس مشینری کی خرید جن افسران کی منظوری سے ہوئی ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟
(د) اس مشینری کی خرید کے لئے جن اخبارات میں ٹینڈر مشتہر ہوئے، ان کے نام بتائیں؟
(ہ) اس مشینری کی خرید پر سال وائز کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) واسا گوجرانوالہ نے سال 10-2009 کے دوران 7 عدد Jetting اور suction مشینیں بلال انجینئرنگ کمپنی گوجرانوالہ سے اور 3 عدد jetting مشینیں پاکستان وہیکل انجینئرنگ کراچی سے خریدیں مزید کہ سال 11-2010 میں کوئی مشینری خرید نہیں کی گئی۔
(ب) واٹر سپلائی اور سیوریج سسٹم کی مرمت اور دیکھ بھال اور بہتری کے لئے خرید کی گئی۔
(ج) درج بالا مشینری کی خریداری مندرجہ ذیل افسران کی منظوری سے ہوئی ان کے نام، عہدہ اور گریڈ درج ذیل ہے:-

1- فدا حسین ڈپٹی ڈائریکٹر انجینئرنگ BPS-18
2- محمد ارشد مدان ڈائریکٹر انجینئرنگ BPS-19
3- چودھری نذیر احمد ڈائریکٹر ایڈمن اینڈ فنانس BPS-18
4- طارق محمود مینجنگ ڈائریکٹر BPS-20

(د) روزنامہ "ڈان" نیوز، روزنامہ ایکسپریس نیوز
(ہ) سال 10-2009 کے دوران مشینری کی خریداری پر کل رقم مبلغ 57.125 ملین خرچ ہوئی۔

ایل ڈی اے میں ڈیپوٹیشن پر تعینات اہلکاران وافسران کی تفصیلات

*9322: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے میں اکثر افسران و اہلکاران ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں ان کے نام و عہدہ جات کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟
(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت انہیں کب تک ان کے متعلقہ محکمے میں واپس بھیجنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ ایل ڈی اے میں دوسرے محکموں سے ڈیپوٹیشن پر بھی کچھ افسران اور اہلکاران ایل ڈی اے میں تعینات ہوتے ہیں۔ تاحال ڈیپوٹیشن افسران جو کہ ایل ڈی اے میں تعینات ہیں ان کی تفصیل بمعہ عہدہ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایل ڈی اے میں افسران ڈیپوٹیشن پر حکومت پنجاب کی ڈیپوٹیشن پالیسی 1998 کے تحت تعینات کئے جاتے ہیں۔ ان کی ڈیپوٹیشن کی میعاد تین سال ہوتی ہے جبکہ متعلقہ محکمے میں افسران اپنی ڈیپوٹیشن کی مدت ختم ہونے پر جا سکتے ہیں۔ بصورت دیگر اگر ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے ان کی کارکردگی سے مطمئن نہ ہوں یا متعلقہ محکمہ انہیں واپس بلائے تب ہی افسران اپنے محکمہ میں واپس جا سکتے ہیں۔ ڈیپوٹیشن پالیسی تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور۔جعلی ہاؤسنگ سکیموں کی تفصیلات

*9323: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں بہت سی جعلی ہاؤسنگ سکیمیں شروع ہو چکی ہیں؟

(ب) کیا ان جعلی سکیمیوں کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہریوں کی کثیر تعداد ایل ڈی اے میں لاہور میں واقع جعلی سکیموں کے خلاف کارروائی کی درخواست کر چکی ہیں؟

(د) اب تک لاہور میں کتنی جعلی سکیمیں پکڑی گئیں ان کے نام ودیگر تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) سال 2008 سے آج تک کتنی غیر قانونی ہاؤسنگ سکیموں کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور میں کچھ غیر قانونی ہاؤسنگ سکیمیں ہیں۔ ایل ڈی اے نے 2008 میں اپنے طور پر سارے ضلع لاہور کا سروے کیا تو 131 سکیمیں غیر منظور شدہ اور غیر قانونی پائی گئیں۔ ان غیر منظور شدہ سکیموں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم ایل ڈی اے کے کنٹرولڈ ایریا میں صرف 16 عدد غیر قانونی سکیمیں ہیں باقی سکیمیں ٹی ایم ایز سے متعلقہ ہیں۔ ایل ڈی اے کے پاس سارے لاہور کا 30 فیصد کنٹرولڈ ایریا ہے۔

(ب) جی ہاں۔ان غیر منظور شدہ سکیموں کے بارے میں ایل ڈی اے نے بار ہا اخبارات میں اشتہار دیئے۔جن میں عوام الناس کو خبردار کیا گیا کہ ان غیر منظور شدہ سکیموں میں پلاٹ نہ خریدیں اور نہ ہی فروخت کریں اور کسی بھی پرائیویٹ سکیم میں پلاٹ خریدنے سے پہلے ایل ڈی اے سے تصدیق کر لیں۔مزید برآں ایل ڈی اے نے ان غیر منظور شدہ سکیموں کے خلاف زیر دفعہ (5)13 ایل ڈی اے ایکٹ 1975 کے تحت چالان مرتب کر کے جوڈیشل مجسٹریٹ ایل ڈی اے کو ارسال کئے۔اب تک 94 چالانوں کے فیصلے کر دیئے گئے ہیں اور جرمانے کی سزائیں دی گئیں۔جرمانے کی رقم۔/480,000 روپے ہے۔باقی 37 چالان ابھی زیر سماعت ہیں۔

(ج) جز(ب) میں تفصیلاً جواب دیا گیا ہے تاہم اگر کوئی شہری کسی بھی سکیم کے خلاف درخواست دیتا ہے تو ایل ڈی اے قانون کے مطابق اس سکیم کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لاتا ہے۔

(د) جز(الف) میں تفصیلاً دیا جا چکا ہے۔

(ہ) جز(ب) میں تفصیلاً جواب دیا جا چکا ہے۔

ضلع سرگودھا-واٹر سپلائی کے لئے لگائے گئے ٹیوب ویلوں کی تفصیلات

*9396: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا کے کتنے قصبہ جات میں واٹر سپلائی کی سہولت موجود ہے؟

(ب) مذکورہ جن قصبہ جات میں واٹر سپلائی کے ٹیوب ویل خراب ہیں ان کے نام بتائیں؟

(ج) کیا حکومت ان ٹیوب ویلوں کو جلد از جلد چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ نے ضلع سرگودھا کے 114 قصبہ جات میں فراہمی آب کے منصوبہ جات مکمل کئے۔

(ب) تقریباً 30 عدد قصبہ جات کے ٹیوب ویل اور کنویں خراب ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

باقی19 عدد منصوبہ جات کی موٹریں بجلی کے ٹرانسفارمر اور دیگر پائپ لائن ٹوٹنے کی وجہ سے بند پڑی ہیں۔

1۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم دھریمہ
2۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 90/SB
3۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم للیانی
4۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 22/NB
5۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 36/SB
6۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 34/SB
7۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم مرولیانوالا (معظم آباد)
8۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم بکھوالا
9۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم سالم
10۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 59/SB
11۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 109/NB
12۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم فتح گڑھ
13۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم زین پور
14 دیہی واٹر سپلائی سکیم خان محمد والا
15۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک رامداس
16۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 161/NB
17۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 94/SB
18۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 116۔119/SB
19۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم بھاگٹانوالہ
20۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 55/SB
21۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 114/SB
22۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 124/NB
23۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 40/SB
24۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 41/SB
25۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 129/SB
26۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 26/SB
27۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 65/SB
28۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 49/SB
29۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 39/SB
30۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم لک

(ج) حکومت پنجاب فنڈز کی دستیابی پر ان منصوبہ جات کو چلانے کاارادہ رکھتی ہے۔

ضلع سرگودھا۔ محکمہ پبلک ہیلتھ کی طرف سے لگائے گئے ٹیوب ویلوں کی تفصیلات

*9397: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے سال10۔2009 اور11۔2010 کے دوران کتنے ٹیوب ویل کہاں کہاں واٹر سپلائی کے لئے نصب کئے؟

(ب) ان کا تخمینہ لاگت فی ٹیوب ویل بتائیں؟

(ج) کتنے اس وقت چل رہے ہیں اور کتنے ابھی مکمل نہ ہوئے ہیں؟

(د) ان ٹیوب ویلوں کو کب تک چالو کر دیا جائے گا؟

(ہ) ان ٹیوب ویلوں سے کتنے گیلن پانی روزانہ فراہم کیا جاتا ہے اور کتنی آبادی اس سے مستفید ہو رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن سرگودھا کی زیر نگرانی مالی سال 10۔2009 میں 40عدد ٹیوب ویل اور 11۔2010 میں56عدد ٹیوب ویل برائے منصوبہ آب رسانی نصب کئے گئے، جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع سرگودھا میں shallow ٹیوب ویل نصب کئے جاتے ہیں جن پر اوسطاً مبلغ 2 سے 2.50 لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں۔

(ج) اس وقت 26 عدد ٹیوب ویل چل رہے ہیں باقی ماندہ ٹیوب ویل فراہمی آب کے لئے جو نصب کئے گئے ان منصوبہ جات پر پائپ لائن ،ڈسٹری بیوشن سسٹم ،اور تعمیر OHR/GST کا کام جاری ہے۔بقیہ کام اور بجلی کے کنکشن جلدازجلد مکمل کر کے تمام ٹیوب ویل چلادیئے جائیں گے۔

(د) اگر حکومت پنجاب تخمینہ کے مطابق منصوبہ جات کے فنڈز مہیا کرے تو مالی سال 12۔2011 میں تمام لوگوں کو فراہم کر دیا جائے گا۔

(ہ) 26عدد ٹیوب ویل جو چل رہے ہیں ان سے روزانہ 4544880 گیلن پانی فراہم کیا جارہا ہے۔ اور 302993 افراد اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔

آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کی تفصیلات

*9470: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کہاں کہاں شروع کی گئی ہے؟

(ب) لاہور میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کو حکومت کی طرف سے کتنے مکانات کے لئے کتنی سبسڈی دی گئی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کا آغاز پنجاب کے ضلع لاہور، سرگودھا، فیصل آباد، جہلم، اور ساہیوال میں کیا جاچکا ہے۔

(ب)

1۔ لاہور میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے لئے حکومت پنجاب نے شہدا، بیواؤں ،یتیم اور معذور افراد کو 44.66 ملین روپے کی سبسڈی دی ہے۔

2۔ بنک سے قرضہ کی صورت میں مارک اپ پر سبسڈی کے لئے حکومت پنجاب نے 100 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے۔

ضلع سرگودھا۔چک نمبر 43 شمالی تین مرلہ سکیم کی تفصیلات

*9588: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 43 شمالی ضلع سرگودھا تین مرلہ سکیم پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم 1993 میں مکمل ہوئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کل 408 پلاٹس پر مشتمل ہے جن میں سے اب تک 303 پلاٹس الاٹ ہوئے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو بقیہ پلاٹس اب تک الاٹ نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور کیا حکومت ان پلاٹس کو عوام میں فوری طور پر الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) ماسوائے بجلی تمام ترقیاتی کام بشمول واٹر سپلائی، سیوریج، سڑکوں کی تعمیر 1995 سے مکمل ہیں۔

(ج) مذکورہ سکیم میں تین مرلہ کے کل 632 پلاٹ ہیں جن میں سے اب تک 408 پلاٹس الاٹ ہو چکے ہیں۔

(د) بقیہ کل پلاٹس 224 ہیں جن میں سے 17 پلاٹس فوجی کوٹا اور گیارہ پلاٹس گورنر کوٹا کے لئے مختص ہیں۔ بقیہ 136 پلاٹس کی قرعہ اندازی مورخہ 11۔03۔25 کو ہو چکی ہے۔ جن کی الاٹمنٹ کامیاب امیدواران کے کوائف کی چھان بین کے بعد ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی کی منظوری کے بعد ہو جائے گی۔اس کے علاوہ کمرشل سنٹر/محلہ شاپس اور بقیہ تین مرلہ رہائشی پلاٹس کی نیلامی/الاٹمنٹ پہلی قرعہ اندازی کی منظوری کے بعد کی جائے گی۔

لاہور-عالم ٹاؤن داروغہ والا میں تفریحی پارک بنانے کا معاملہ

*9853: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیاوزیرہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عالم ٹاؤن داروغہ والا لاہور میں بچوں کے لئے تفریحی پارک نہیں ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ آبادی میں تفریحی پارک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس سلسلہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ عالم ٹاؤن داروغہ والا پرائیویٹ سکیم ہے اور پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی، لاہور کے زیر انتظام نہ ہے۔ وہاں پی ایچ اے، لاہور نے کوئی تفریحی پارک نہیں بنایا ہے۔

(ب) اس سلسلے میں کوئی اطلاع نہ ہے کیونکہ مذکورہ سکیم پرائیویٹ ہے۔

لاہور-یونین کونسل 39 میں سیوریج کی ابتر صورتحال کی تفصیلات

*9864: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیرہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عرصہ 10 سال سے گلی نمبر 2 جامعہ عثمانیہ لنک والی گلی اور حاجی ذوالفقار والی گلی، بند روڈ داروغہ والا لاہور یونین کونسل 39 میں سیوریج کی حالت انتہائی ابتر ہے؟

(ب) کیا حکومت یونین کونسل 39 کی مندرجہ بالا گلی میں سیوریج ڈلوانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے گلی نمبر 2 جامعہ عثمانیہ لنک والی گلی اور حاجی ذوالفقار والی گلی، بند روڈ، داروغہ والا لاہور یونین کونسل نمبر 39 میں ابھی تک واسا کا سیوریج سسٹم نہ ہے۔

(ب) گلی نمبر 2 جامعہ عثمانیہ لنک والی گلی اور حاجی ذوالفقار والی گلی میں سیوریج لائن نہیں ہے۔ یونین کونسل 39 میں سیوریج کا پائپ ڈلوانے کے لئے تخمینہ 20 کروڑ روپے لگا کر پنجاب گورنمنٹ کو بھیج دیا گیا ہے اور فنڈز کی دستیابی پر مذکورہ گلیوں میں سیوریج کی پائپ لائنیں بچھا دی جائیں گی۔

تحصیل چونیاں سیوریج ڈالنے کی تفصیلات

*9903: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل چونیاں میں کل کتنے ایسے علاقے ہیں جن میں گزشتہ تین سال سے نیا سیوریج ڈال دیا گیا ہے اور ان پر کتنے اخراجات ہوئے ہیں، علاقہ وائز تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کتنے ایسے علاقہ جات ہیں جہاں پر اس وقت سیوریج اور واٹر سپلائی کے منصوبہ جات پر کام جاری ہے، یہ کب تک مکمل ہوں گے، تاریخ و سال سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل چونیاں میں موضع الہ آباد میں مکمل سیوریج / ڈرینیج سکیم بنائی گئی ہے اور اس سکیم پر مبلغ 46.397 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ب) مندرجہ ذیل علاقہ جات میں سیوریج اور واٹر سپلائی کے منصوبہ جات پر کام جاری ہے۔

نام سکیم	تخمینہ لاگت	خرچ شدہ رقم	تاریخ تکمیل
سیوریج / ڈرینیج سکیم الہ آباد	67.600 ملین	46.397 ملین	30-06-2012
واٹر سپلائی الہ آباد	61.320 ملین	58.777 ملین	30-06-2012
اربن واٹر سپلائی سکیم چونیاں	185.824 ملین	101.005 ملین	31-12-2012

تحصیل چونیاں، ٹیوب ویلز لگانے کی تفصیلات

*9904: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل چونیاں میں 2008 سے 2010 تک محکمہ نے کتنے ٹیوب ویلز کہاں کہاں لگائے اور ان پر کل کتنے اخراجات ہوئے؟

(ب) اس وقت ان ٹیوب ویلز میں سے کتنے چالو حالت میں ہیں اور کتنے کب سے خراب ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ تحصیل میں سال 12-2011 کے دوران واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کرنے کے لئے مزید ٹیوب ویلز لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل چونیاں میں 2008 سے 2010 تک محکمہ نے مندرجہ ذیل ٹیوب ویلز لگائے ہیں۔

نام سکیم	تعداد ٹیوب ویل	تخمینہ لاگت
واٹر سپلائی سکیم چونیاں	8	56.764 ملین روپے
واٹر سپلائی سکیم کنگن پور	3	24.051 ملین روپے
واٹر سپلائی الہ آباد	6	46.687 ملین روپے
واٹر سپلائی سر یسر ہتھاڑ	1	4.274 ملین روپے

(ب) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے 2008سے 2010تک جتنے بھی ٹیوب ویلز لگائے گئے ہیں سب چالو حالت میں ہیں، کوئی خراب نہ ہے۔

(ج) جی ہاں بدرجہ ترجیحات بقیہ علاقہ جات میں واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کی جائے گی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! میرے آگے دو سوال ہیں انہیں pending کر دیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب! میں note کر رہا تھا کہ آپ کافی دیر سے خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں آج یہی بات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ دیکھ لیجئے کہ آج کتنے سوالوں پر کام ہوا ہے؟ میرا سوال نہیں آیا مگر میں درمیان میں interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا۔

جناب چیئرمین: جی، آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! آپ ذرا اس بات پر غور کر لیجئے کہ اگر حکومت کہیں human resource کو کنٹرول کرتی ہے تو اس پر بھی آپ معزز ارکان کو پندرہ پندرہ منٹ بحث کرنے کا وقت دیتے ہیں لیکن آج میرا انتہائی اہم سوال تھا مگر میں نے interrupt نہیں کیا۔ یہاں پر انتہائی اہم سوالات ignore ہوتے ہیں اور پندرہ پندرہ بیس بیس منٹ کے لئے ایک ایسی بحث چھیڑی جاتی ہے جس کا کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ نے بڑا valid point اٹھایا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! آپ نے پانچ منٹ پہلے ہی وقفہ سوالات ختم کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ پہلے کہہ دیتیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ آپ نے واسا سے کالی بھیڑیں نکالنی ہیں، ایل ڈی اے سے نکالنی ہیں اور نہ ہی یہاں پر پینے کا صاف پانی ملنا ہے کیونکہ یہاں پر ویسے ہی طبقاتی تفریق ہے۔ جاتی عمرہ بالکل صاف ہے مگر رائیونڈ کی کچی آبادیوں میں گندہ پانی مل رہا ہے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب چیئرمین: یہ سوال on the spot ہوتے ہیں جن کا منسٹر نے جواب دینا ہوتا ہے اس لئے یہ pending نہیں ہو سکتے۔ اب رانا عبدالرؤف صاحب مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون زکوٰۃ و عشر پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

رانا عبدالرؤف: جناب چیئرمین! میں

"The Punjab Zakat and Ushr Bill 2012 (Bill No.6 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی۔ جناب اعجاز احمد خان صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری خالد پرویز ورک صاحب تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

تحاریک استحقاق نمبر 38/10 اور 75/11 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری خالد پرویز ورک: جناب چیئرمین!

"میں تحریک استحقاق نمبر 38 بابت سال 2010 اور تحریک استحقاق نمبر 75 بابت سال 2011 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب چیئرمین: رپورٹیں پیش کر دی گئی ہیں۔ محترمہ دیبامرزا مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) کورٹ آف وارڈز پنجاب 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف واشتمال کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ دیبامرزا: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں

"The Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012. (Bill No.5 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی۔اب چودھری غلام نبی صاحب مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم وضبط وجوابدہی ملازمین پنجاب 2011 اور مسودہ قانون (دوسری ترمیم) گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پنجاب، 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری غلام نبی: جناب چیئرمین! میں

The Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 50 of 2011) and the Punjab Government Servants Housing

Foundation (Second Amendment) Bill 2012. (Bill No.11 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق سید حسن مرتضیٰ صاحب کی ہے اور ان کی طرف سے requestآئی ہے کہ اسے pendingکر لیا جائے لہذا اسے آئندہ ہفتے کے لئے pendingکیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 623/12 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

کھون وادی اور ملحقہ کٹاس راج مندر اور تالاب کو سیمنٹ پلانٹ میں تبدیل کرنے سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کھون وادی جو یقیناً قدرت کی بڑائی کا صدقہ ہے اور جس میں کٹاس راج مندر بھی واقع ہے جو ہندوؤں کی ہزاروں سال پہلے بھی ایک عبادت گاہ تھی اور جس کے نیچے ایک ایسا تالاب موجود ہے جس کی گہرائی کا صحیح اندازہ آج تک نہیں ہو سکا۔ یہ عظیم تالاب جس کا پانی چواسیدن شاہ تک موجود تھا۔ ہزاروں سال سے جس کی زیر زمین پانی کی سطح ایک انچ بھی کم نہ ہوئی تھی کیونکہ قدرتی نظام کے تحت بے شمار چشموں کا پانی اس میں گرتا رہتا تھا لیکن ارباب اختیار نے ہزاروں سال سے واقع آبی ذخیرے کو پہلے تو ایک سیمنٹ پلانٹ لگا کر تباہ کر دیا۔ حقیقتاً سیمنٹ کی تیاری میں بے پناہ پانی استعمال ہوتا ہے اور اس ایک پلانٹ نے صرف چار سالوں میں

علاقے کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔2006 میں ایل کے ایڈوانی بھی کٹاس راج مندر آئے تھے اور اس مندر اور علاقے کی تاریخی اہمیت کا تفصیلاً ذکر کیا تھا لیکن ارباب اختیار کو کچھ احساس نہ ہو سکا بلکہ اس عظیم علاقے کی اہمیت کی قدر اس طرح کی گئی کہ گورنمنٹ سکول کٹاس کی عمارت کے اس علاقے میں جہاں مندر کی آبی گزرگاہ تھی سکول کے لئے ٹائلٹ ٹینک کھودے جا رہے ہیں۔آج کہون وادی اور ارد گرد کے علاقے میں تین سیمنٹ پلانٹ لگ چکے ہیں جن کی پیداوار تقریباً دس ہزار ٹن یومیہ ہے۔اس کا مطلب ہے کہ تیس ہزار ٹن یومیہ سیمنٹ یہاں بن رہا ہے۔یہ علاقہ نہ صرف تیزی سے پانی سے محروم ہو رہا ہے بلکہ چونے کا پتھر اور چکنی مٹی بھی جو سیمنٹ کا لازمی جُز ہے کے استعمال کی وجہ سے زمین ہمیشہ کے لئے تیزی سے بنجر ہو کر ایک کھنڈر کی شکل اختیار کر رہی ہے۔قدرت نے جو جنت انسان کو بخشی تھی آج کے انسان کی ہوس زر نے اسے ختم کر دیا۔2005-06 میں جن دنوں یہ پلانٹ لگ رہے تھے علاقے کے لوگوں نے معاملہ ہائیکورٹ میں بھی اٹھایا تھا لیکن محکمہ تحفظ ماحولیات پلانٹ لگانے والوں کی داستان گوئی میں جو اصل میں داستان جھوٹ تھی، نے لاپروائی کا ثبوت دیا اور اس مفروضے کو سچ مان لیا کہ وہ پانی خانپور ڈیم اور دریائے جہلم سے حاصل کریں گے اور زیر زمین پانی کے ذخیرے کو استعمال نہیں کریں گے لیکن یہ سب کچھ دھوکا اور سراب تھا۔ایک اور تاریخی المیہ یہ ہو رہا ہے کہ ان پلانٹوں سے سیمنٹ افغانستان اور ہندوستان بھیجا جا رہا ہے اور اس کی ترسیل میں بڑے بڑے ٹریلرز نے چکوال اور ارد گرد کی تمام سڑکوں کو تباہ کر دیا۔آج یہ انتہائی خوبصورت وادی جہاں اب بہت بڑے بڑے گڑھے چونے کا پتھر نکالنے کی وجہ سے بن چکے ہیں ایک ایسا ویرانہ ہے جسے دو تین منٹ سے زیادہ دیکھا بھی نہیں جا سکتا۔ایوان کے ہر معزز ممبر کو سوچنا ہوگا کہ آنے والی نسلیں ہمیں کن الفاظ سے یاد کریں گی؟ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین!اس تحریک التوائے کار کے ذریعے جس معاملے کی نشان دہی محترم شیخ علاؤالدین صاحب نے کی ہے، یہ prima-facie معاملات درست ہیں اور اس پر محکمہ تحفظ ماحولیات ایک سٹڈی کروانے جا رہا ہے تاکہ حکومت کو ایسی سفارشات پیش کی جا سکیں جن سے جن خدشات کا اظہار اس تحریک التوائے کار میں کیا ہے، ان کے ازالے کے لئے حکومت اقدامات اٹھا سکے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میری اس میں ایک request ہو گی کہ یہاں 30ہزار ٹن سیمنٹ روزانہ بن رہاہے لیکن ہماری قوم اور علاقے کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ حکومت اس پر فوری طور پر کوئی ایسی penalty یا کوئی duty لگائے جس سے ہماری قوم یا اس علاقے کو کوئی فائدہ ہو اور دوسرا اس کے لئے کوئی وقت بھی مقرر کر دیں۔

جناب چیئرمین: یہ آپ نے بڑی اچھی بات کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ اس پر کم از کم ایک ہزار روپے فی ٹن ڈیوٹی لگائیں چونکہ لاء منسٹر صاحب نے بھی اسے acknowledge کیا ہے جس پر میں ان کا مشکور ہوں لیکن اس کے لئے کوئی ٹائم ضرور دیا جائے کیونکہ ایک ایک دن وہاں پر تباہی پھیر رہا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اگر آپ مناسب سمجھیں تو محکمہ کو اس سلسلے میں ایک ماہ کا وقت دے دیا جائے تاکہ جتنی جلد ہو سکے اس پر سفارشات آئیں۔ جیسے شیخ صاحب نے بات کی ہے تو اس طرح کا اگر کوئی ٹیکس یا لیوی ڈیوٹی ان کارخانوں پر لگائی جائے جس سے ایسے علاقوں میں ایسے منصوبوں کو زیر عمل لایا جائے تاکہ ان علاقوں کی تلافی ہو سکے تو یہ ایک اچھا اقدام ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں مانتا ہوں کہ انہوں نے اسے acknowledge کیا ہے اور اس کی اہمیت کو بھی تسلیم کیا ہے لیکن ہر گزرتا ہوا دن وہاں جو نقصان کر رہا ہے اور وہاں کے لوگوں کی صحت کی جو تباہی پھیر رہا ہے اس کا بھی خیال کیجئے۔

جناب چیئرمین: جی، بالکل ٹھیک ہے اور یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب چیئرمین! لاء منسٹر صاحب نے بھی کہا ہے کہ اسے ایک مہینے کے اندر رکھیں تو یہ pending ہو گی۔

جناب چیئرمین: یقین دہانی آ گئی ہے اس لئے میں یہ بات کر رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب چیئرمین! یقین دہانیاں تو بہت آتی ہیں اور آپ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ اہم معاملہ ہے اس لئے اسے pending فرما دیں۔ محکمہ تحفظ ماحولیات نے اس پر سٹڈی لازمی پہلے ہی کی ہو گی اور ان کے این او سی کے بغیر یہ پلانٹ نہیں لگے ہوں گے اور میں یہ ثابت کروں گا کہ یہ پلانٹ غلط بنے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے یہ اہمیت عامہ سے متعلق ہے اس لئے اسے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 632/12 محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے۔ جی، محترمہ!

نیو انار کلی لاہور میں واقع حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کے مکان اور چلہ گاہ پر بااثر افراد کا قبضہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کا مکان اور چلہ گاہ واگزار کرانے کا مطالبہ، تفصیل کچھ یوں ہے کہ نئی انار کلی لاہور میں جوتوں کی مارکیٹ میں عظیم صوفی بزرگ حضرت میاں میر کا مکان اور چلہ گاہ واقع ہے۔ ایک رپورٹ جس کے بانی اظہار ار کو کلچرل اینڈ ہیریٹج سوسائٹی کے چیئرمین اور مورخ راؤ جاوید اقبال نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا اور اس پریس کانفرنس میں پاکستان سکھ گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے پردھان سردار شام سنگھ، فقیر خانہ میوزیم کے فقیر سیف الدین، حاجی رفیق علی اور پنڈنٹ لال کھوکھر موجود تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہماری تحقیق کے مطابق صدر بازار انار کلی میں واقع پراپرٹی S-064-R-138 (موجودہ شوز مارکیٹ) بارہ عدد دکانیں حضرت میاں میر کے مکان وچلہ گاہ پر تعمیر کی گئیں۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں یہ بتایا کہ 1981 میں محکمہ اوقاف کے کرپٹ عملے کی ملی بھگت سے نئی انار کلی کے مقام پر جو باغ حضرت میاں میر کے مکان وچلہ گاہ کا حصہ تھا، دھوکا دہی سے اپنے نام الاٹ کروالیا تھا حالانکہ تحفظ خصوصی عمارات ایکٹ مجریہ 1985 (پنجاب آرڈیننس نمبر 34 آف 1985) کے تحت تاریخی اہمیت کی حامل خصوصی عمارات کو کسی کو الاٹ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی ہیئت یا بنیادی سٹرکچر میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی عمل میں لائی جا سکتی ہے مگر جعلسازی سے اس مقدس مقام کو الاٹ کروانے والے چھ گروہوں نے یہاں موجود مسجد کو شہید کیا اور چلہ گاہ کے تہہ خانہ کی چند سال قبل کھدائی کرا کے اس کی حیثیت کو بدلنے کی ناکام کوشش کی اور ملبہ رتن سنگھ کے کنویں اور چلہ گاہ حضرت میاں میر میں ڈال دیا جس کی کھدائی پر حقیقت عیاں ہو سکتی ہے جبکہ کنواں رتن سنگھ ابھی تک موجود ہے۔ شام سنگھ نے اس موقع پر اپنے بیان میں یہ بھی بتایا کہ پاکستان کی ساری سکھ کمیونٹی

حضرت میاں میر سے بہت عقیدت رکھتی ہے اور حکومت وقت کو بھی چاہئے کہ وہ ترجیحی بنیادوں پر اس حقیقت کو سامنے لانے اور اصل حقائق سے پردہ اٹھانے کے لئے فوری طور پر اس پر عمل کیا جائے تاکہ حضرت میاں میر کی چلہ گاہ اور مکان کو واگزار کرا کے اسے آثار قدیمہ کے سپرد کر دیا جائے اور اہل لاہور کے ساتھ ساتھ نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان میں مسلمان بزرگان دین سے محبت وعقیدت رکھنے والے اس کی زیارت کر سکیں اور اس جگہ سے مستفید ہو سکیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی اس کا جواب نہیں آیا اسے next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: اسے next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 642/12 سردار خالد سلیم بھٹی کی ہے۔

بورے والا شہر میں دن دہاڑے ڈکیتیوں میں اضافہ

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔233 بورے والا شہر میں ڈاکوؤں نے دن دہاڑے کھلم کھلا ڈکیتیوں کی وارداتوں سے شہریوں اور کاروباری طبقہ کی زندگی اجیرن بنا کر رکھ دی ہے۔ شہریوں کے شدید احتجاج کے باوجود ضلعی انتظامیہ اب تک کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی ہے۔ تفصیل یوں ہے کہ تحصیل بورے والا شہر میں تھانہ ماڈل ٹاؤن میں حالیہ تعیناتی مسٹر شاہد اقبال ایس ایچ او کی ہوئی ہے جس پر ڈاکوؤں نے موصوف ایس ایچ او کو شہر میں ڈکیتیوں کی وارداتوں کی شکل میں سلامی پیش کی۔ جس روز موصوف ایس ایچ او نے تھانہ کا چارج لیا اسی روز مین بازار بورے والا میں اویس کراکری سٹور پر لاکھوں روپے کی ڈکیتی ہوئی، اس ڈکیتی کے تین روز بعد کرپسی سٹور میں اڑھائی لاکھ روپے سے زائد ڈکیتی کی واردات ہوئی اور اب مورخہ 14۔ مئی 2012 کو شیخ وحید غلہ منڈی بورے والا کے گھر سے 250 تولے طلائی زیورات، نقدی اور دیگر پارچاجات کی دن دہاڑے ڈکیتی کی واردات ہوئی جس پر پورا شہر سراپا احتجاج بن گیا ہے۔

انجمن تاجران اور انجمن آڑھتیاں نے شدید احتجاج کیا۔اپنے احتجاج کو وسعت دیتے ہوئے مین روڈ بھی بلاک کی جس پر ایس پی وہاڑی موقع پر آئے اور انہوں نے 72 گھنٹوں میں ملزمان پکڑنے کی یقین دہانی کروائی مگر اب ایس پی کی مہلت گزر چکی ہے لیکن کوئی پیشرفت نہ ہوئی ہے۔اب بورے والا کے شہریوں نے حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ شہر کی بگڑتی ہوئی صورتحال کا ذمہ دار صرف شاہد اقبال ایس ایچ او ماڈل ٹاؤن بورے والا ہے۔اس کے آنے سے قبل شہر میں مکمل امن عامہ تھا، کوئی ایسی واردات رونما نہیں ہوتی تھی۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ کے عوام سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ان کا نمائندہ ہونے کے ناتے بورے والا شہر کی امن عامہ کی بگڑتی ہوئی صورتحال کو زیر بحث لایا جائے اور ذمہ داران کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔موجودہ صورتحال سے بالخصوص بورے والا شہر اور بالعموم پورے ضلع وہاڑی میں پولیس اور ضلعی انتظامیہ کے خلاف سخت غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس ڈکیتی کو 23 دن گزر چکے ہیں۔پہلے 48 گھنٹے مانگے گئے پھر 72 گھنٹے مانگے گئے تھے لیکن 23 دن گزر جانے کے بعد بھی کسی ڈکیتی کی recovery نہیں ہو سکی۔اس ڈکیتی کے پرچے کو چوری کا پرچہ قرار دیا گیا ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ اسے باضابطہ قرار دے کر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محرک نے جن دو واقعات کا ذکر کیا ہے ان دونوں واقعات میں مقدمات درج کئے گئے ہیں۔اویس کراکری سٹور مین بازار کا مقدمہ نمبر 8/12 مورخہ 2012-01-09 بجرم 92 ت پ درج ہوا ہے۔اس میں ایک ملزم الطاف عرف سندھی کی گرفتاری کے لئے کوشش کی جا رہی ہے اور کچھ لوگوں کو شامل تفتیش کیا گیا ہے جن میں طارق عرف فوجی، مدثر عرف مدثری اور الطاف عرف سندھی قابل ذکر ہیں۔اسی طرح سے جو انہوں نے دوسرا واقعہ کرپسی سٹور پر ڈکیتی کا بیان کیا ہے اس پر بھی مقدمہ نمبر 35/12 بجرم 380,457 درج کیا گیا ہے۔اس میں بھی شک کی بنیاد پر لطیف، عامر، جاوید، ذیشان، بابر، یسین، احمد علی، صفدر، عرفان، علی محمد اور ارشاد کو شامل تفتیش کیا گیا ہے۔ان مقدمات پر پوری توجہ دی جا رہی ہے اور تفتیش کا عمل پوری طرح سے آگے

بڑھایا جارہاہے۔مقامی انتظامیہ اور پولیس کو حکومت کی طرف سے ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ امن وامان کی صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے اپنی مزید کوششوں کو بروئے کار لائیں اور اس علاقہ بورے والا میں ملزمان کے قلع قمع کے لئے اپنی کوششوں کو تیز کریں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر!یہ کروڑوں روپے کی ڈکیتی ہوئی ہے اس میں کوئی time limitدی جاسکتی ہے؟دوسری بات یہ ہے کہ اس ڈکیتی کو چوری کے پرچہ میں درج کیا گیا حالانکہ اس پر ڈکیتی کا پرچہ درج کیا جانا چاہئے تھا تاکہ یہ ماہانہ میٹنگ میں اس کا جواب دیتے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!صرف یہ بتادیں کہ وہ ڈکیتی کا پرچہ کہہ رہے ہیں تو کیا ان پر ڈکیتی کا پرچہ بنتا ہے یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!جو دفعہ کا اندراج اور تعین ہے وہ تو جس بیان پر مقدمہ درج ہوتا ہے اسی سے تعین ہوتا ہے۔اگر پولیس کی طرف سے متعلقہ دفعہ لگانے میں کوئی پس وپیش ہو تو عدالت اس کی correctionکر سکتی ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!ڈی پی او صاحب نے وہاں پر آکر عوام کے سامنے وعدہ کیا تھا لیکن اسے اب 23دن گزر چکے ہیں۔یہ کوئی final limitدے دیں تاکہ ان سے پوچھا جاسکے۔میں نے جن تین ڈکیتیوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے ابھی تک کوئی بھی فائنل نہیں ہوئی اور کسی کی بھی recovery نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: راناصاحب!اُن سے اس کی fresh reportمنگوالیں۔اب اسےdispose ofکرتے ہیں۔بھٹی صاحب!اگلی تحریک التوائے کار نمبر643/12بھی آپ کی ہے۔

ڈی پی ایس بورے والا میں خلاف پالیسی پرنسپل کی تعیناتی

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔233بورے والا شہر میں ڈی سی او وہاڑی کے زیرانتظام چلنے والے ڈویژنل پبلک سکول میں پرنسپل کی سیٹ پر تعیناتی پر بے ضابطگیاں سامنے آئیں جس پر ڈی سی او وہاڑی نے خاموشی اختیار کر لی ہے۔تفصیل یوں ہے کہ تحصیل بورے والا میں ڈویژنل پبلک سکول قائم ہے جو براہ راست ڈی سی او وہاڑی کے کنٹرول میں ہے۔ڈی پی ایس میں پرنسپل کی تعیناتی کے لئے ریکروٹمنٹ پالیسی /

رولز کے مطابق تعلیمی قابلیت ایم اے / ایم ایس سی درکار ہے لیکن ڈی سی او نے متعلقہ رولز بالائے طاق رکھتے ہوئے صرف بی اے پاس خاتون امینہ طاہر کو پرنسپل تعینات کر دیا جو کہ قادیانی مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ مورخہ 27-اپریل 2002 کو بنائے گئے ڈی پی ایس رولز کے مطابق پرنسپل کی سیٹ پر 60 سال کی عمر تک کا کوئی فرد تعینات رہ سکتا ہے۔ مذکورہ پرنسپل کی عمر مورخہ 27-مارچ 2012 کو 60 سال مکمل ہو چکی ہے۔ اس کے باوجود ڈی سی او وہاڑی نے پرنسپل کو سبکدوش نہیں کیا۔ مذکورہ پرنسپل مسلسل سیٹ پر تعینات ہے جس پر بورے والا کے شہریوں نے ڈی سی او سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ فوری طور پر پرنسپل کو فارغ کر کے نئے مسلمان پرنسپل کی تعیناتی عمل میں لائے لیکن ڈی سی او کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ کے عوام سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ مجھے خدشہ ہے کہ اگر ڈی سی او وہاڑی کی یوں ہی ہٹ دھرمی رہی تو بورے والا شہر کی امن عامہ کی صورتحال بگڑ سکتی ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ موجودہ صورتحال سے بالخصوص بورے والا شہر اور بالعموم پورے ضلع وہاڑی میں ڈی سی او کے خلاف سخت غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس میں سوال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے rules میں لکھا ہے کہ ایم اے، ایم ایس سی معہ دس سالہ ایڈمنسٹریٹو تجربہ لازمی چاہئے ور اس کی requirement first division ہے جبکہ موجودہ پرنسپل simple بی ایس سی ہوم اکنامکس ہے اور اس کی second division ہے۔ یہ چار دفعہ پہلے بھی extension لے چکی ہے۔ اب پھر دوبارہ دو سال extension کے لئے حکومت سے apply کیا ہے۔ اس کی rules کے مطابق 65 سال عمر ہے۔ اس کا شناختی کارڈ نمبر 36601-7170236-2 ہے اور اس کے مطابق 2012-05-27 کو 65 سال پورے ہو چکے ہیں۔ مگر ابھی تک ڈی سی او کی طرف سے اسے notice نہیں دیا گیا، اسے فارغ نہیں گیا حالانکہ اس کی کرپشن کے متعلق کافی لوگوں نے درخواستیں دی ہیں۔ وہ عرصہ 9 سال سے وہاں پر پرنسپل ہیں اور کسی ایک سال کا بھی اس کا آڈٹ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 643/12 کا آپ کے پاس جواب ہے یا اس کو pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو pending فرما دیں لیکن جس طرح سے موصوف سردار صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ محترمہ 9 سال سے پرنسپل ہیں تو اب آ کر یہ ساری خرابیاں موصوف سردار صاحب کو نظر آئی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ مذہب کو بنیاد بنانے کا معاملہ درست نہیں ہے کیونکہ میرٹ کا اس چیز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ باقی اسے next week تک کے لئے pending فرما دیں تاکہ اس کا جواب آئے تو پھر ہم اسے صحیح طور پر حل کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 651/12 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 675/12 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 715 ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ!

موسم گرما کی چھٹیوں کی سرکاری پالیسی سے پرائیویٹ سکولوں کا انحراف

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پرائیویٹ سکولز کی انتظامیہ پنجاب حکومت کے احکامات نظر انداز کرتے ہوئے موسم گرما کی چھٹیاں یکم کی بجائے 15۔جون کے بعد کرنے پر ڈٹ گئی ہے تاہم پرائیویٹ سکولوں کی اکثریت نے فیس دو اور چھٹیاں لو کی پالیسی اپنالی۔ مذکورہ سکولوں میں پڑھنے والے بچے اور ان کے والدین چکرا گئے۔ پنجاب حکومت کی طرف سے سخت احکامات کے باوجود پرائیویٹ سکول مالکان اپنی ضد پر ڈٹ گئے۔ روزنامہ "جناح" کی طرف سے کئے گئے سروے میں انکشاف ہوا ہے کہ لاہور کے پرائیویٹ سکول سمر کیمپ کی آڑ میں بچوں سے فیسیں بٹورنے کے چکر میں چھٹیاں دینے سے گریز کر رہے ہیں اور الٹا پنجاب حکومت کو تڑیاں لگا رہے ہیں کہ اگر اس حوالے سے سکولوں پر چھاپے مارے گئے تو احتجاج کریں گے اور ریلیاں نکالی جائیں گی۔ حکومت پنجاب کی نرم روی اور پرائیویٹ سکولوں کے مالکان کی ہٹ دھرمی کے خلاف طلباء کے والدین میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ already حکومت کے notice میں ہے اور اس پر محکمہ کو کہا گیا ہے کہ وہ سختی سے عملدرآمد کروائیں۔ ان تمام سکولوں میں جہاں پر چھٹیاں بروقت نہیں کی گئیں انہیں notices جاری کئے گئے ہیں اور اگر اس کے باوجود بھی انہوں نے چھٹیاں نہ کیں تو ان کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ Not pressed and disposed of اگلی تحریک التوائے کار نمبر 716/12 محترمہ خدیجہ عمر کی طرف سے ہے۔

صوبہ کے سرکاری ہسپتالوں میں گندے پانی کی فراہمی سے مریض مزید بیماریوں میں مبتلا

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 29۔ مئی 2012 کے قومی اخبارات "ایکسپریس" اور "نوائے وقت" کی خبر کے مطابق "سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کو گندے پانی کی فراہمی، مریض صحت یاب ہونے کی بجائے مزید بیمار" تفصیل یوں ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کو پینے کا صاف پانی نہ ملنے سے ان کے امراض کم ہونے کے بجائے بڑھنے لگے۔ اس وقت تقریباً تمام ہسپتالوں میں انتظامیہ، پرنسپلز، ایم ایس، ڈی ایم ایس کے لئے منرل واٹر اور ڈسپنسر کی تنصیب کی گئی ہے جبکہ مریضوں اور ان کے لواحقین کو زنگ آلود نلکوں کے ذریعے گندہ پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔ صوبائی دارالحکومت کے کم و بیش تمام سرکاری ہسپتالوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کی غرض سے بنائی گئی پانی کی ٹینکیوں کی گزشتہ چھ ماہ سے صفائی نہیں کرائی گئی۔ ان میں مختلف جانور، پرندے، کیڑے مکوڑے بھی مردہ پائے گئے ہیں۔ مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر صوبائی دارالحکومت کی عوام میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرانے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حکومت پنجاب محکمہ صحت نے تمام سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں اور ان کے لواحقین کے لئے پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے

مناسب انتظامات کر رکھے ہیں اس مقصد کے لئے تمام وارڈ اور برآمدوں میں مناسب جگہوں پر واٹر ڈسپنسر کی تنصیب کی گئی ہے اور ان کے ساتھ فلٹر بھی لگائے گئے ہیں جن کی باقاعدہ تبدیلی کی جاتی ہے۔ ہسپتالوں میں تعمیر شدہ پانی جمع کرانے والی ٹینکیاں صاف رکھی جاتی ہیں اور محکمہ پبلک ہیلتھ کے تعاون سے اس کی Chlorination کی جاتی ہے۔ مزید ہر ہسپتال میں تربیت یافتہ عملہ تعینات ہے جو کہ regular بنیادوں پر پانی کی ٹینکیوں کی صفائی وستھرائی کا کام سرانجام دیتا ہے، مختلف ہسپتالوں سے پانی کے نمونے لئے گئے اور انہیں لیبارٹری چیکنگ کے بعد پینے کے قابل قرار دیا گیا ہے تاہم محکمہ صحت تمام ہسپتالوں میں انتظامیہ کو اس سلسلے میں انتظامات بہتر بنانے کی ضروری ہدایات دوبارہ سے retreat کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، Not pressed and disposed of اگلی تحریک التوائے کار نمبر 721/12 جناب اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی ہے، تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: اب اعجاز احمد خان صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودہ قانون گورنمنٹ صادق کالج خواتین یونیورسٹی، بہاولپور مصدرہ 2012، مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی، فیصل آباد مصدرہ 2012 اور مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی، سیالکوٹ مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں

The Government Sadiq College Women University Bahawalpur Bill-2012 (Bill No. 7 of 2012.)
The Government College Women University Faisalabad Bill-2012 (Bill No. 8 of 2012.)

The Government College Women University Sialkot Bill-2012 (Bill No. 9 of 2012.)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: جی، رپورٹیں پیش ہو چکی ہیں۔۔۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ نے سنا نہیں ہے، میں نے انہیں floor دیا ہے۔ جی، محترمہ!

معزز خاتون ممبر کے اکلوتے بیٹے کی ڈاکٹروں کے ہاتھوں موت کی انکوائری کا مطالبہ

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ اور معزز ایوان کے notice میں ہے کہ میرا اکلوتا بیٹا ظِل سبحان ڈاکٹر کی ملی بھگت اور مجرمانہ غفلت کے باعث شہید کر دیا گیا ہے۔ سروسز ہسپتال میں پہلے injection لگایا گیا اور injection کے بعد انہوں نے first aid نہیں دی اور کہا کہ Ventilator کوئی امدادی box ہے جو کہ ہم provide کریں۔ اسی کشمکش میں تقریباً دس گھنٹے گزر گئے۔ آخر ہم گنگا رام ہسپتال گئے۔ سی ایم صاحب نے ایک انکوائری بھی کروائی ہے لیکن اس کا کچھ پتا نہیں چل رہا۔ میری اس ایوان کے ذریعے استدعا ہے کہ آپ لوگوں میں بھی اکثریت صاحب اولاد ہے اور آپ بچوں کے دُکھ درد کو سمجھ سکتے ہیں اور جس ماں کا ایک ہی بیٹا ہو اور اسے اس انداز سے چھینا گیا ہو تو اس پر انکوائری ہوتا کہ یہ بات منظر عام پر آ سکے کہ ان ڈاکٹروں نے ہمارے ساتھ ایسا کیوں کیا جس طرح سے Slaughter Houses ہوتے ہیں، ہمارا قصور کیا تھا، اس کی ایک انکوائری کی جائے اور تین دن کے اندر اس کی رپورٹ آنی چاہئے اور جن لوگوں نے ایسا کیا ہے انہیں قانون کے مطابق سزا دی جائے۔ میرا بیٹا چھوڑ دیں وہ ایک انسان تھا، پاکستان کا شہری تھا، اس نے کوئی ایسا جرم نہیں کیا جو برتاؤ ہمارے ساتھ کیا گیا ہے

اسے ظلم کہنا بھی کم ہے۔اب وہ اس دنیا میں آئے گا اور نہ ہی میں اس دنیا میں کبھی امن یا سکون سے رہ سکوں گی۔ آج جرائم میں اضافہ اس لئے ہو رہا ہے کہ انصاف نہیں ملتا۔یہاں پر سزا و جزا کا نظام ہونا چاہئے۔اگر ہم ماں بیٹے کی غلطیاں ہیں تو وہ بھی سامنے آئیں اور جس طریقے سے میرے بیٹے کو ذبح کیا گیا ہے اس کی انکوائری کی جائے اور تین دن کے اندر رپورٹ اسی ایوان میں پیش ہونی چاہئے۔یہ میری استدعا ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ محترمہ کا بیٹا جو کہ ان کی اکلوتی اولاد تھی اور جن حالات کا انہوں نے ذکر کیا کہ ان حالات میں اس کی death ہوئی، میں آج ہی سیکرٹری ہیلتھ سے بات کر کے اس معاملہ کی مکمل رپورٹ انشاء اللہ تعالیٰ اس ایوان کی میز پر رکھوں گا اور اس معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے گا کہ کن حالات میں ان کے بیٹے کی death ہوئی اور اگر اس میں کسی نے غفلت سے کام لیا ہے یا کسی نے قصداً ایسا کیا ہے تو اس کے خلاف بالکل قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر!انکوائری کمیٹی میں مجھے شامل کیا جائے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر!یہ آج کا واقعہ ہے۔میں پچھلے تین گھنٹے سے سروسز ہسپتال میں اپنا چیک اپ کروانے کے لئے گیا ہوا تھا۔دو،اڑھائی گھنٹہ بیٹھ بیٹھ کر آیا ہوں لیکن وہاں کسی ڈاکٹر نے مجھے چیک نہیں کیا۔یہ ہے آپ کے ممبران کی عزت،یہ ہے آپ کے ایم پی ایز کی عزت۔میں اے ایم ایس کے پاس گیا تو انہوں نے ایک گھنٹہ بٹھایا پھر ڈاکٹروں کے پاس بھیجا اور اس کے بعد جواب آیا کہ آج آپ کو چیک نہیں کیا جا سکتا۔میں لیڈی ایم ایس کے پاس گیا،ایک گھنٹہ اس کے پاس بیٹھا رہا۔یہ کیا ہو رہا ہے؟جب ایک معزز ممبر پارلیمنٹ وہاں پر خود جاتا ہے تو اسے ڈاکٹر چیک نہیں کرتے تو ایک عام شہری کا کیا حال ہو گا؟خدا کے لئے اس بات کو serious لیں،ایک کمیٹی بنائیں اور اس پر فوری طور پر ایکشن لیں یہ آج ابھی ایک گھنٹہ پہلے کی بات ہے۔

محترمہ شمائلہ رانا: جناب سپیکر!ہمارا ایک مطالبہ ہے کہ اس کے لئے ایک پارلیمانی کمیٹی تشکیل دی جائے اور بچے کی والدہ کو اس میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،آپ تشریف رکھیں۔آپ ایسے نہ بولیں۔لاء منسٹر صاحب نے مکمل طور پر بات سُن لی ہے جو بات انہوں نے کی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عمل ہو گا۔ Don't worry about that.

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر !آپ اس کمیٹی میں ایم پی ایز کو بھی شامل کریں۔ یہ وقت کسی پر بھی آ سکتا ہے۔

جناب سپیکر :آپ بیٹھیں۔بس کریں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ:جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب سپیکر :ایک منٹ میری بات سُنیں۔یہ بات دفتر نوٹ کرے۔

محترمہ ساجدہ میر :جناب سپیکر!یہ وقت کسی پر بھی آ سکتا ہے۔

جناب سپیکر:آپ مجھے بات کرنے دیں گی یا نہیں ؟آپ تشریف رکھیں۔ایم ایس سروسز ہسپتال صبح 9 بجے سپیکر چیمبر میں آئیں۔جی،کائرہ صاحب!اب آپ فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!میں یہ کہتی ہوں کہ اسمبلی کی ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی کو آپ یہ معاملہ دیں اور ہیلتھ سٹینڈنگ کمیٹی کے ممبران کو اس میں شامل کریں۔ورنہ ڈاکٹر بچالیں گے۔آپ اس کیس کو Standing Committee on Health کے پاس بھیجیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ بھی کریں گے ۔جب رانا صاحب رپورٹ لے کر آئیں گے اس کے بعد اسے ادھر send کر دیں گے۔جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر :جناب سپیکر!جس کی اکلوتی اولاد ہو اس ماں سے پوچھیں کہ اس کا کیا حال ہو گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ ایک انتہائی حساس اور افسوسناک معاملہ ہے اگر محترمہ اور میری ان بہنوں کی یہ demand ہے کہ اس معاملہ کو reference کے طور پر Standing Committee on Health کے پاس for inquiry بھیجا جائے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے آپ اسے بھجوادیں۔

جناب سپیکر:یہ معاملہ Standing Committee on Health کو بھیج دیں۔جی،کائرہ صاحب!

(اذانِ ظہر)

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! محترمہ کے بیٹے کے ساتھ جو واقعہ ہوا ہے بلاشبہ دنیا میں انسان کو سب سے زیادہ دکھ تبھی ہوتا ہے جب اس کی اولاد اس کی نظروں کے سامنے جا رہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ

ایسا وقت کسی کو نہ دکھائے اور ایسے وقت سے کسی کو نہ گزارے۔ میں اپنی طرف سے، اپنی پارٹی کی طرف سے اور تمام معزز ممبران کی طرف سے افسوس کرتا ہوں، ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں کہ ہم محترمہ کے ساتھ افسوس کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے جواب میں جو لاء منسٹر رانا صاحب نے فرمایا کہ "اگر جان بوجھ کر ڈاکٹر صاحبان نے یہ کیا" جان بوجھ کر شاید کوئی ڈاکٹر ایسا کرتا ہے اور نہ ہی کوئی کرے گا۔ یہاں پر مسئلہ malpractice کا ہے، اگر malpractice ہوئی ہے تو concerned لوگوں کو اس کی سزا ملنی چاہئے۔ اس سے پہلے جو پی آئی سی میں ہوا اس پر میڈیا پر ایک ڈرامہ چلا لیکن آخر میں وہ جانیں ضائع ہو گئیں کسی کو suspend کر دیا گیا لیکن ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ آئندہ ایسے واقعات نہ ہوں اس کے لئے گورنمنٹ ایسے steps لے، اگر پچھلے واقعات پر میرٹ پر سزائیں ملیں گی تبھی جا کر یہ سسٹم بہتر ہو گا اور تب جا کر یہ malpractice رکے گی اس کے لئے جو بھی لاء منسٹر صاحب سمجھتے ہیں، چیف منسٹر صاحب سمجھتے ہیں یا جناب سپیکر آپ سمجھتے ہیں کہ steps ہوں لیکن وہ sincere ہوں ہمیں sincere ہونا چاہئے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ گورنمنٹ ایسے اقدامات اپنے ملازمین کو ان کی کوتاہیوں کو، ان کی غلطیوں کو چھپاتی ہے صرف اس لئے کہ گورنمنٹ کی بدنامی نہ ہو۔ اگر یہ سوچ ہو گی تو گورنمنٹ کبھی ٹھیک نہیں ہو گی۔ عوام کے لئے یہاں پر جتنے لوگ بیٹھے ہیں۔ حقیقی معنوں میں ہم سب بے مقصد یہاں پر ٹائم اور پیسا ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں نے یہ عرض کرنا تھی کہ ابھی ہمارے ایک معزز ممبر یہ بتا رہے تھے کہ اور جیسا کہ ہماری ایک معزز بہن نے اپنے بچے کے بارے میں بتایا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پچھلے آٹھ، دس دن میں پی آئی سی میں ایک ایسا تجربہ ہوا ہے جو میں ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ میرے سٹاف کے ایک بندے کو heart attack ہوا چونیاں میں اس کو ہماری اپنی ایمبولینس سروس لے کر آئی میں نے highest level پر پی آئی سی میں کہا، خود گیا اور میں نے اتنی بے بس انتظامیہ نہیں دیکھی انہوں نے کہا کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ آپ باہر دیکھ لیں انہوں نے

سڑک بند کی ہوئی ہے اور یہ پہلا واقعہ نہیں ہے۔ یہ جو آج ہماری ایک معزز ممبر نے بچے کا واقعہ یہ دل ہلا دینے والا واقعہ ہے یہ واقعات روز ہو رہے ہیں۔ ایک معزز ممبر وہاں جاتا ہے ڈھائی گھنٹے وہاں بیٹھا رہتا ہے یہ حقیقت ہے۔ ہم جس طریقے سے پرائیویٹ ہسپتالوں سے لوگوں کا علاج کرا رہے ہیں وہ یقین کیجئے کہ ہمارے لئے انتہائی سوچنے کا مقام ہے میرے پاس جذبات میں وہ الفاظ نہیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ محکمہ صحت فیل ہو چکا ہے آج وہاں پر کوئی کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ آپ کسی وقت چلے جائیں اگر آپ کو کوئی پہچانے گا تو شاید آپ کو honour کر دے گا لیکن یقین کیجئے خدا نہ کرے آپ کبھی وہاں جائیں اور جا کر دیکھیں کسی ہسپتال میں بھی کوئی حال نہیں ہے۔ یہ کمیٹیاں کچھ نہیں کر سکیں گی۔ اگر Administrative point of view سے میں سوچتا ہوں تو میں یہ دیکھتا ہوں کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اور اس کے ماتحت جتنے ہسپتال ان حالات میں پہنچ چکے ہیں including میرے چونیاں کا ہسپتال بھی۔ باقی تمام صوبہ کا بھی یہی حال ہے۔ اس کا صرف یہ علاج ہے کہ انہیں خدا کے لئے privatize کر دیں یہ قوم کا اربوں روپیہ ضائع نہ ہو۔ یا تو social sector میں ایسا سسٹم بنا دیں کہ ہر مریض انہیں جا کر pay کر سکے کیونکہ بہت بُرے حالات ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! مجھے بھی سروسز ہسپتال میں ایک اتفاق ہوا ہے، میرے بیٹے کا بازو fracture ہوا، جب میں نے سروسز ہسپتال میں ڈاکٹر کو دکھانے کے لئے کہا تو مجھے اس کا یہ جواب ملا کہ چار دن بعد contact کریں کیونکہ اس وقت ہمارے پاس ڈاکٹر available نہیں ہے یعنی چار دن تک میں اپنے بیٹے کے ٹوٹے ہوئے بازو کو ہاتھ میں لے کر اس انتظار میں بیٹھی رہتی کہ ڈاکٹر کب آئے گا۔ ہمارے معاشرے کا یہ المیہ ہے کہ تعلیم اور صحت کو اپنی ترجیحات کہنے والے ہسپتالوں میں بنیادی سہولیات بھی مہیا نہیں کر سکتے اور میں بھی ایک ماں ہوں اور اندازہ لگا سکتی ہوں، اس ماں کی تکلیف کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے جس کا جوان بیٹا اس کی آنکھوں کے سامنے اللہ کو پیارا ہو گیا ہے۔ بچے کی تکلیف نہیں دیکھی جاتی، ہم تو چلیں سادہ لوگ ہیں، ہم نے تو پرائیویٹ طور پر بھی بچے کو جا کر دکھا لینا تھا لیکن یہ کوئی طریق کار نہیں ہے، وہاں پر راہداریوں کے اندر میں نے اپنی آنکھوں سے لوگوں کو رُلتے ہوئے دیکھا ہے۔ جب میں نے وہاں پر شور کیا کہ یہ کیا طریق کار ہے، آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ چار دن تک اپنے بچے کے بازو کی ٹوٹی ہوئی ہڈی اپنے ہاتھ میں لے کر بیٹھوں۔ وہ کہنے لگے کہ ہم کیا کریں، ہمارے پاس ڈاکٹر ہی موجود نہیں ہے۔ ہم اس کے لئے requisition بھیجیں گے پھر وہ ڈاکٹر appoint ہوگا

اور وہ صرف آپ کے بچے کو دیکھنے کے لئے آئے گا۔ سروسز ہسپتال میں ہڈیوں کا کوئی ڈاکٹر موجود نہیں ہے۔ جب یہ صورتحال ہو تو آپ اس سے اندازہ لگالیں کہ لاہور کے سروسز ہسپتال میں جو کہ ایک بڑا ہسپتال ہے اس میں یہ حالات ہیں تو باقی لیہ، راجن پور اور دوسرے علاقوں کے سرکاری ہسپتالوں کے کیا حالات ہوں گے؟ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ انسانی جان کی یہ قیمت ہے؟ مجھے افسوس اس بات کا ہے تعلیم اور صحت دونوں کا پنجاب کے اندر بیڑا غرق کر دیا گیا ہے اور ان کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں نے کل 9 بجے ایم ایس سروسز ہسپتال کو بلایا ہے۔ محترمہ آپ بھی اِدھر تشریف لائیں گی۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! اس سلسلے میں، میں نے بھی گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ بھی اِدھر تشریف لائیں۔ اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوا۔ اب اجلاس کی کارروائی 7۔جون صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔